بتوفیق باری عز اسمه این کتاب اعنی



در مطبع نبوی بسنه ۱۲۸ هجریه مطبوع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد ہی اوس صانع کا کہ جسنی انسان کو اشرف مخلوقات بنایا + اور عالم کو خلعت
ہستی پہنایا اوسکے ابر احسان سی کیاریان عشق و محبت کی سیراب ہین + اور
اوسکی باران رحمت سی کہیتیان حسن و جمال کی شاداب + فلک پر جلوۂ خورشید
اوسکی ایوان جلال کا ایک روشندان ہی + اور عمود صبح اوسکی شبستان جمال کا شمعدان
قلم مین یہ سکت کہان ہی کہ وصف اوسکی قدرت کا لکہی + اور کاغذ مین یہ وسعت
کہان کہ مدح اوسکی اوسمین سماوی + حمال فلک اوسکی بار احسان سی جہک رہی ہی
اور مرغ زرین خورشید ہر سحر اوسکی خرمن مرحمت سی دانہ کواکب چگ رہا ہی + زمین
سی آسمان تک اجسام ارضی اور اجرام سماوی نی اوسکی درگاہ کبریا مین پیشانی
سجود جہکائی ہی + اور ماہ سی ماہی تک چہوٹی بڑی نی اپنی مراد بہر پائی ہی + ناخدای کرم
اوسکا جب بادبان لطف اوٹہاتا ہی کشتی امید جہانکو ساحل مراد پر پہنچاتا ہی +
اور دریای عنایت اوسکا جب جوش پر آتا ہی گناہ کی جہازون کو ایک پل مین
ڈباتا ہی + جو اوسکی دہیان مین دہونی لگائی بیٹہی ہین سلطنت بی زوال اونکی نصیب
ہی + اور جو اوسکی خیال مین آنکہہ موندی رہتی ہین وہ آئینۂ دل مین ساری کیفیت
دیکہتی ہین + ایسا بادشاہ کہ فرشتی اوسکی ڈیوڑہی کے دربان ہین + اور
مہر و ماہ اوسکی درگاہ جلال کے پاسبان + انسان خاکی نہاد کو نور فراست اوسنی

بخشا + اور دانش نے اوسکی داوری پر طومار شہادت کھولا + رونق چار بازار عناصر اوسکی قدرت کی باغبانی سی ہی + اور انتظام کشور ہستی اسکے شحنۂ حکمت کے پاسبانی سی ہی + خاک سی ایسی پاک صورتین بنائین کہ فرشتونکی دلون کو بھائین اوسکے خان مان عنایت نی ہر ایک کو لباس الوان بخشا آفتاب کو نور + ماہ کو ظہور اخترونکو چمک جگنو کو دمک درختونکو سبز پوشاک مستونکو سایۂ تاک آسمان کو اطلس آبی کی عبا + زمین کو سبزۂ نوخیز کی قبا اور اوسکی کاربردار رحمت نے سبکو انعام بے پایان دیا گل کو چمن روح کو تن کان کو جوہر صدف کو گوہر لعل کو تاب الماس کو آب + زمرد اوسکی فیضان سی سبز پوش ہی اور نیلم اوسکی احسان خانے سی ردای نیلی بر دوش گل اوسکا نغمۂ توحید سننے کی لئے گوش آرزو کھول رہی ہی + اور بلبل اوسکی یاد مین طرح طرح کی بولیان بول رہی ہی

کہان مجھہ مین یہہ طاقت ہی الٰہی — کہ تیری مدح کو لکھون کما ہی

ترا ہی نور ہر ذرّے مین پیدا — تری ہی شان ہی سب مین ہویدا

جمال گلرخان جلوہ ترا ہی — کوئی کیا جانے تو کس مین ہے کیا ہی

گلستان مین اگر گل خندہ زن ہی — تو بلبل نعرہ کش طرف چمن ہی

کہین ہی عشق سی آتش لگائی — کہین دی حسن کو جلوہ نمائی

کہین لیلی سی مجنون غم کا مارا — کہین شیرین پہ ہی فرہاد شیدا

کوئی کشتہ ترا تلوار کا ہے — کوئی بسمل نگاہ یار کا ہے

کہین گل کے ہی رنگت چھپاتی — عنادل کو ادا جسکی ہی بھاتی

کھڑا ہی یاد مین اوسکی صنوبر — کرے قمری ہی جس کا وصف اکثر

صدف کے دل مین گوہر تو نی بخشا — کہین پتھر مین جوہر تو نے بخشا

زمین و آسمان تو نے بنایا — تماشا ایک قدرت کا دکھایا

فرشتی نام تیرا ہی جپین ہین | ملایک وصف تیرا ہی کرین ہین
کہین تو نوح کو تو نے رلایا | کہین موسی کو ٹک جلوہ دکھایا
لب عیسی مین جان بخشی ہی تجھہ | ادا نعت محمد کب ہو مجھہ سے
نہ اوسکے مرتبے کو پہنچین افلاک | اوسیکی شان مین آیا ہی لولاک
وہ ہی سر بیابان نبوت | ہوئی ختم اوسیپہ عالم مین خلافت
نہین اوسکی عنایت سی یہہ کچھہ دور | کہ میری بندگی بھی کرلے منظور
سلام اوسپیر اور اوسکی آل پر ہی | بھروسا اونکے ہی افضال پر ہی

بعد ازان فقیر حقیر رضاے الہی پر خورسند نیم چند یون لکھتا ہی کہ اِس عالم ناپایدار مین کسی چیز کو قرار نہین اور نیستی پر سب کا مدار ہی اوسکی ذات لازوال کیواسطے بقا اور باقی سبکو فنا ہی + مگر ایک گلستان سخن کہ خزان جہان اوسکے گلون پر نہین آتی + چورون کی چوری اور رہزنونکی سرزوری سے یہہ دولت کہین نہین جاتی + چمن اوسکا ہمیشہ تازہ و خرم رہتا ہی + اور اوسکی نہرون مین زلال زندگانی بہتا ہی + اوسکے مکان کی نیو کو حادثے کے بھونچال کا کچھہ خطرہ نہین ہوتا + اور اوس ایوانکی قندیل کو صرصر فنا سے مطلق ضرر نہین پہنچتا + یہہ دولت خرچنے سی دن دونی رات چوگنی ہوتی ہی + اور اِس کوٹھی کے مہاجن کی ساکھہ روز بروز بڑھتی ہی + وہ دریاے روان ہی کہ کبھی نہین سوکھتا + اور وہ چشمہ فیضان ہی کہ ہرگز بند نہین ہوتا سخن اگر نہوتا تو عالم مین خاک اڑتی + اور اوسکی نسیم دلکشا اگر نہ بہتی تو مدعا کی عطر کبھی نہ مہکتی + نظم + ازل سے ابد تک سخن کا ہی چرچا جدھر ہم نے دیکھا ہی گل کھلا تھا + کشایش نہو دل کو کچھہ بوستان سے + سرو کار اوسکا ہی باد خزان سے + عبث ہی غرض دل لگانا کسی سے + کہ ہو کام جسکو

سدا بے لبسی سی + اِس باعث نت نئے خیال دلپر گذرتے تھے + اور اندیشے کے صدمے چھاتی کو توڑتے تھے + کہ اس عالم نقش براب مین کوئی ایسا نقشا جمایئے کہ دوستون اور آشناؤن مین یادگار رہجائے + اور ایک باغچہ ایسا لگایئے کہ جسکے پھولون کی لپٹ سے اہل معنی کی مشام مشک آگین اور اوسکے پھلونکی مہک سے کام جان ارباب سخن شیرین ہوجاے * مدتون سے یہہ ارادہ دل کا دل ہی مین تھا + اور محبوب اس مقصد کا بے لباسی سے نپٹ منفعل + ناگاہ اِن روزون مین کہ فلک بکام اور وحشی مطلوب رام تھا گل باصنوبر کے قصے کو کہ زبان فارسی مین کسی شخص نے لکھا ہی قدر شناس سخن دانای علم و فن دولت و اقبال کا نور العین بابو گر جرن مین کے فرمانے سے اُردو کے روزمرے مین ترجمہ کرکے عزیزون کی انجمن کا تحفہ اور سخن سنجون کی مجلس کا ہدیہ بنایا اور ویسے کئی اشعار آبدار اوسکی شان و شوکت کے بیان مین قلم راست نگار نے صفحۂ قرطاس پر لکھے اور چند جواہر تابدار کہ اوسکی لب ط مین تھے اوس جوہر شناس کی نظر دقیقہ سنج پر نثار کیئے *

گوہر یکتاے درج فیض ہی
منبع احـ... ـسا ہی وہ لا کلام

راستی اوسکی ہی معروف جہان
جسنے روشن کردیا ہی اوسکا نام

وہ جوانمردی مین ہے یکتاے دہر
جسکا آوازہ ہی پہنچا روم و شام

چاندکی مانند نورفشان ہی وہ
مثل سورج ہی رئیس عالی مقام

رہروان منزل مقصود کو
اوسکی ہی دولت سراَ بیت الحرام

نونہال باغ دولت وہ جوان
ذات سے جسکی ہی سبکا انتظام

سرفراز و مین رہے وہ سرفراز
یہہ دعا کرتا ہون مین اوسکو مدام

یادگار اوسکے لیئے ہی یہہ کتاب — تاکرے وہ سیر اسکی صبح و شام
نام جسکا لکھہ گیا توشیح مین — کہہ چلا آخر مین سبکو رام رام

ہر چند جوہر شناسون کی نگاہ مین کم قدر یوتے کیا حقیقت ہی اور گوہر آبدار کے آگے سیپ کی کیا منزلت لیکن بوستان انصاف کے باغبان خوب جانتے ہین کہ گل کے ساتھہ کانٹے کا ہونا اور سورج کے مقابل کالی گھٹا کا آنا کچھہ عجب نہین + اس لیئے اصحاب دانش سے یہہ امید رکھتا ہون کہ میری یاوہ سرائی پر تیکھی نظرونسے نہ دیکھین بلکہ اگر کہین انتظام کلام مین سہو و خطا نظر آوے تو اوسے لطف و کرم فرماکے اصلاح دین کہ بے عیب سواے ذات واحد کے دوسرا نہین ٭ شعر + الہی مین بندہ گنہگار ہون + گناہونسے اپنے گرانبار ہون تجھے تفضل کرتے نہین لگتی بار + نہو تجھہ سے مایوس امیدوار + علت غائی یہہ ہی کہ اس قصے کے پڑھنے سے خاص و عام کا جی خوش ہووے اور یہہ فقیر بدعا‌ے خیر یاد کیا جاوے

آغاز داستان

پہلی داستان شمشاد لعل پوش کے بڑے بیٹے کے شکار مین جانے اور جہانگیر بادشاہ کی زبانی مہرانگیز کی تعریف اور اوسکا سوال سنکر اوس پر عاشق ہونے کے بیان مین

دانایان ہنرور نے مخزن دلکو کھول اور کاملان سخن گستر نے میزان بیان مین تول اس قصے کو کہ مانند گوہر آبدار اور جواہر تابدار کے روشنی بخش دیدۂ انصاف ہی فصاحت و بلاغت کی کشتی رکھکر یون رشتہ تقریر مین منتظم کیا ہی کہ مشرق کے ملکون مین ایک بادشاہ تھا شمشاد لعل پوش نام دولت اوسکی لونڈی اور اقبال غلام عقل و علم مین افلاطون زمان اور عدل و انصاف مین نوشیروان دوران ہمت مین حاتم طائی

سخاوت مین معن فرخنده پی + نظم + شہنشاه ایک وه فرخنده بخت
که زیبا تھا جسکو سلیمان کا تخت + کرون اوسکے انصاف کا کیا بیان +
غلام اوسکے گھر کا تھا نوشیروان + وه الحق که ایسا ہی تھا نامور + که دارا سے
دربان تھے اوسکے گھر + شجاعت سے یون اوسکا دل تھا دلیر + که ہیبت سے
اوسکی گریزان تھا شیر + سخاوت سے روشن تھا اوسکا چراغ + دل
دوستان اوسے تھا باغ باغ + وه روشن جبین اوسکی جب دیکھیے + تو ماه
درخشان کوکب دیکھیے + وه اقبال و دولت سے تھا بہره ور + فقیرونکو دیتا تھا بہت
سیم و زر + غرض دولت بے شمار و لشکر جرار اور سات بیٹے بہی لشکر شکن
رکھتا تھا ہر ایک علم و عمل و ہنرمندی اور آداب پادشاہی مین طاق اور فنون
سپہگری و امور سلطنت و سیاست مین شہره آفاق ایک روز چہیتا بیٹا باپ کے
حضور مین آیا اور آداب بجا لا کر عرض کرنے لگا که فدوی کی طبیعت شہر مین بہت
اداس رہتی ہی اگر اجازت عالی پاؤن تو چند روز واسطے سیر و شکار کے
جاؤن اور دل اُس شغل مین بہلاؤن شاید که کھٹکا ملالت کا دل سے
نکل جاوے اور جی اوبنے سے باز آوے + لمولفه + دل نہین لگتا کہین سیر بیابان
کیجیے + چاک پیراہن کو اپنے تا بدامان کیجیے + بادشاه نے شاہزادیکی عرض
قبول کی اور حکم شکار کا دیا شاہزادے نے اوسیدم میر شکارون اور بہیلیونکو
فرمایا که باز و شاہین شکرے بہری سیاه گوش چیتے اور تازی اور بہاری
صید افگن جتنے جانور شکاری ہین سب طیار کرین بعد ازان بہت سے جوان
شکار دوست قادر انداز کو ہمراه لیکر متوجه شکارگاه کا ہوا غرض رفته رفته ایک
کوه کے دامن تک که بلندی مین فلک کا ہمسر تھا جا پہنچا اتفاق وہان ایک ہرن
قبول صورت نظر آیا شاہزاده دیکھتے ہی اوسکے ایسا فریفته اور شیفته ہوا گویا اوسی

اوس شکار کا شکار ہوگیا تب سبکو فرمایا کہ خبردار اور ہوشیار کوئی اوسپر حربہ نکرے
بلکہ جیتا دام مین یا کمند سے گرفتار کرکے حضور مین صحیح و سالم حاضر کرے کہ بہت سا
انعام پاویگا + اور خود بھی اوسکی گرفتاری کی تدبیر مین لگ گیا + جب ہرن نے
دیکھا کہ راہ بھاگنے کی بند ہوتی ہی اور کاملی خواہ نخواہ جان کھوتی ہی + تب فوراً ایسی
چوکڑی بھری کہ الگ پار ہوگیا اور اچھلتا کودتا میدان کیطرف چلا + شاہزادے
نے بھی گھوڑا اوسکے پیچھے ڈالا اور بیابان کا راستا پکڑا * یہانتک کہ لشکر سے
جدا ہوگیا پر ہرن پر نظر لگائے جاتا تھا + الغرض دوپہر ہوگئی شاہزادیکا بدن پسینے
پسینے ہوگیا اور مارے گرمی کے دم گھٹنے لگا + ناگاہ ایک عظیم الشان بالو کا ٹیلا
نظر آیا اور ہرن اوسی ٹیلے پر چڑھگیا + ہرچند شاہزادینے بھی گھوڑا اوس
بالو پر ڈپٹایا پر وہ ہرن نظر نہ آیا معلوم نہوا کہ کدھر غائب ہوگیا حیران رہگیا اور
گھوڑے نے مارے پیاس کے زبان نکال دی اور خستگی کے سبب سے ہانپنے لگا
شاہزادہ ناچار ہوا اوسکی باگ ڈور تھامے ہوئے خود پیادہ پا چلنے لگا خدا کو یاد کرتا
چلا جاتا تھا قضاکار گھوڑا اشدت گرمی سے اور مارے بھوکھ پیاسکے زمین پر
گرا اور بیچارے نے نقد جان کو ملک الموت کے تحویلدار کے حوالے کیا تب شاہزادہ
روتا ہوا بیابان مین کہ جہان آدمزاد کا نام و نشان بھی نہ تھا قدم اوٹھائے جاتا تھا
تھوڑی دور گیا تھا کہ پھر ایک بلندی نظر آئی شاہزادینے اوسپر چڑھکر ایک بڑا
درخت دیکھا کہ جڑ جسکی پاتال کو پہنچی ہی اور پھننگ آکاس سے لگی ہی اوسکے
نیچے ایک چشمہ پانی کا کہ صفائی مین آب حیات سے بہتر اور شیرینی مین نہ
نبات سے خوشتر ہرطرف اوسکے سبزہ زار اور ہرسمت نئے پھولون کی بہار
لالے کے گرد سوسن کی تتی شفق اور شام کا نمونا فضای جانفزا و گلشن دلکشا
وہان کا باغ رضوان سے حسن و خوبی مین دونا شاہزادہ اوس مقام کو دیکھکر

بہت خوش ہوا اور صنعت کاملہ پر صانع کی نگاہ کرنے لگا آخرش گرتے پڑتے اوس
چشمے تک جا پہنچا دم لیا اور چلو سے پانی پیا شکر پروردگار کا بجا لا کر ادھر ادھر
دیکھنے لگا یک بیک کیا دیکھتا ہی کہ ایک تخت قابل بادشاہوں کی نشست کے دھرا
ہی اِس سوچ مین تھا کہ ناگاہ ایک دیوانا سر و پا برہنہ شور غل مچاتا ہوا جنگل سے
نکلا اور اوس درخت کی اور چلا جب نزدیک پہنچا شاہزادے نے دیوانے کی طرف
دیکھا اور قیافے سے معلوم کیا کہ کوئی بزرگوار ہی آثار بزرگی کے اوسکی پیشانی پر شعاع خورشید
کی مانند نمودار اور چہرے سے اوسکے ماہتاب کی طرح روشنی کا جلوہ آشکار دیوانے نے بھی
شاہزادے کو دیکھا پاس آکر پوچھا تو کون ہی اور کہان سے آیا ہی اس بیابان خونخوار مین کہ
جہان پرندا پر نہین مار سکتا اور درندے کا پتا خوف سے پانی ہوا جاتا ہی کیون آیا
ہی کیا تجھکو اپنی جان کا خوف نہین ہی تب شاہزادے نے اپنی حالت اوس
دیوانے سے سر بسر کہی اور پوچھا کہ آپ کون ہین اور تمھاری حقیقت مجھکو
کچھ معلوم نہین کہ کیون ایسے بیابان بے پایان مین وطن اپنا مقرر کیا ہی دیوانے
نے کہا کہ ای جوان بہتر ہی کہ تو اِس ماجرا کے سننے سے باز رہے کہ حقیقت اپنی
قابل کہنے کے تو کیا بلکہ لائق سننے کے بھی نہین ہی کسواسطے کہ اگر عروس داستان
غم کو تخت زبان پر جلوہ گر کرون تو یقین ہی کہ دل صدف کی مانند اپنے سینے
کو چاک کر کے گوہر غلطان اشک بے شمار اوس پر نثار کرے * لمولفہ * گر اُٹھے
آہ جگر سے تو شرر پیدا ہو * نالۂ دل سے مرے سخت ضرر پیدا ہو * لیکن
شاہزادے نے اوسکی واردات کے سننے کے لئے بہت سی منت کی جیسے کوئی
کسیکے پیچھے پڑ جاتا ہی اوسوقت دیوانے نے سوا ے راست گوئی کے اپنا
چھٹکارا نہ دیکھکر کہا ای جوان ایک ساعت میرے پاس بیٹھ اور کان لگا کر
گوش ضمیر سے صدف دل سے یہہ باتین کہ مانند دُر ناسفتہ کے ہین چن کر

اپنے دامن ہوش مین بھرے ای مسافرین بادشاہ ولایت بابل کاتھا جہانگیرشاہ میرا نام ہی لشکر اور گنج مال ومنال بہت رکھتا تھا اور حق تعالی نے مجھکو سات بیتے دئے تھے ہر ایک صاحب ہمت وحشمت خوشی خورمی سے بادشاہی کرتا تھا ایکدن بڑے بیتے نے کسی مسافر کی زبانی سنا کہ ترکستان کی ولایت اور چین ماچین کی سرحد مین قیموس شاہ بن طیموس شاہ ایک بادشاہ ہی اوسکی لڑکی کا مہر انگیز نام ہی کہ روے زمین پر اوسکی مانند دوسری نہین جسکے جمال باکمال کے رشک سے ماہ تمام بھی داغ حسرت کا دلپر کھاتا ہی اور آفتاب عالمتاب شرمندگی کے باعث شب وروز سر گردان فلک پر چکر مارتا ہی اوسکے حسن کے آگے یوسف حلقہ بگوشی کرے اور گل کو کیا نسبت کہ اوسکی نزاکت کے آگے دم لطافت کا بھرے غنچے کا کیا منہہ کہ اوسکے روے زیبا کے سامنے منہہ دکھاے اور لالہ اوسکے عذار آتشناک کو دیکھکر داغ حسرت کا دلپر کھاے * لمولفہ * عجب طرحکا حسن ہی دلربا * کہ روشن ہی عالم مین مہتاب سا * وہ زلف سیہ سنبل باغ حسن * وہ چہرہ کہ ہی نوگل باغ حسن * شگفتہ وہ رخسار مانند گل * جسے دیکھکر محو عالم ہی کل * ہنسی مین وہ دانتونکا عالم عجب * بھرا ہی ہنسی مین قیامت غضب * لب لعل گلبرگ یا قند ہی * زبان جسکی توصیف مین بند ہی * غرض سواے اوس لڑکی کے اور فرزند نہین رکھتا جبکہ وہ نہال گلشن خوبی جوانی کی بہار پر آیا اور اوسکی کنول سی گات پر بھونرون نے گھر بنایا تب پیوند اوسکا موافق دستور قدیم واجب ہوا یعنی اوسسے شادی کرنیکے لئے ہر ایک اطراف اور بلاد کے شاہزادے آتے ہین اور اوسکے وصال کی خواہش رکھتے ہین لیکن اوسنے ایک شرط کی ہی کہ گل با صنوبر چہ کرد یعنی گل نے صنوبر سے کیا کیا جو کوئی اوس سوال کا جواب بجاے

شہزادا گر سکے اوسکو شوہری مین قبول کر بہت سا مال اور گنج دیگی اور جو کہ اوس سوال کا جواب ندے سکیگا اوسکا سر کشور وجود سے جدا کر کے قلعے کے کنگرے لٹکا ویگی * ای جوان جب مسافر کی زبانی اوس لڑکے نے یہہ احوال سنا اوسیوقت سے عاشق ہوگیا اپنے جگر کو کباب کی مانند بریان کیا اور انکھین ابر کی مانند گریان * ؎ دل ہی نالان دیدہ گریان دیکھا * دیکھہ لو عاشق کا سامان دیکھہ لو * اور میرے پاس آکر گریہ وزاری بیشمار واسطے رخصت ہونے اور حاصل کرنے دختر شاہ روم کے کرنے لگا ہر چند مین نے بہت نصیحت کی اور سمجھایا لاکن اوسنے کچھہ نمانا یعنی دوا سے پند سود مند نہ آئی اور عشق نے اپنی طاقت دکھائی تب مین نے کہا کہ ای نور بصر اگر تمکو اوسکا وصال منظور ہی تو مین لشکر سمیت شاہ روم کے پاس جاتا ہون اگر وہ اپنی لڑکی کو خوشی سے میرے ہمراہ کر دے تو بہتر نہین تو اوسکے ملک کو برباد کرے اوس لڑکی کو لے آتا ہون شاہزادے نے یہہ بات قبول نکی اور کہا اپنے مطلب کے لئے ایک کا ملک و مال و خانمان برباد کرنا نامناسب ہی مین خود وہان جاکر اوسکے سوال کا جواب دیکر اوسکو لے آؤنگا * ای جوان مثل مشہور ہی * ع * تقدیر کے لکھے کو امکان نہین دہونا * اور دفتر تقدیر مین منشی قضا نے جو کہ قلم بند کیا ہی کسکی مجال ہی کہ سر مو اوس حرف سی تفاوت کرے اوسکی تقدیر مین تو ایسا ہی بدا تھا کیونکر مٹتا آخر مین نے اوسکو حکم جانیکا دیا شاہزادا مجھہ سی رخصت ہوکر اوسکے ملک مین جا پہنچا اور سوال کا جواب ندیسکا تب جہانگیر نے اوسکا سر کاٹ کر کے اپنے عہد و پیمان کے بموجب قلعے کے کنگرے پر لٹکوا دیا یہہ خبر وحشت اثر جب کہ مجھکو پہنچی سیاہ پوش ہوکر ایک چلّہ ماتم خانے مین بیٹھا مارے غم کے رو تا رہا مطلق نہین ماتم داری سے شور محشر

برپا ہوا دوستون نے اوسکی جدائی سے پیراہن صبر کو چاک کیا اور عزیزون
بھائیون نے سرکو آلودۂ خاک پر میرے دوسرے لڑکے نے اپنے بھائی کے غم و درد
سے تنگ آکر مہر انگیز سے ملنے کا ارادا کیا وہ بھی اپنے بڑے بھائی کیطرح پیالۂ زندگانے
مین شربت مرگ کا نوش کرجان بحق تسلیم کرگیا اور داغ اندوہ میرے دلپر دھر گیا
القصہ ہر ایک لڑکا میرا اسیطرح ایک دوسریکے پیچھے ملک عدم کو راہی ہوا اور کسی سے
اوسکے سوال کا جواب بن نہ آیا سبکے سب شہید کربلاے عشق ہوئے مین
تب سے لڑکونکے فراق مین بدحواس ہوترک پادشاہی کراس بیابان مین کہ
دشت فنا کا ثانی ہی گوشہ نشینی اختیار کرکے آتش غم سے جل رہا ہون اور دنبرات
جگر پرسوز سے آہ شعلہ بار کھینچتا ہون ؎ کیا کہون ای دوست مہر مادری سینہ ہوئی
زخم بیٹے کو لگے ما کا کلیجا چور ہی * یہہ مرا احوال ہی اور زندگانی ہی وبال * کیا کہون
جو کچھہ گذرتا ہی مرے جی پر ملال * شاہزادہ نے یہہ ماجرا جب دیوانے سے سُنا
اوسیوقت تیر عشق سے مہر انگیز کے گھایل ہوا اور غلبۂ شوق دیدار سے
بسمل * نظم * عشق بن دیکھے یہہ سنّے سے مجھے پیدا ہوا * کچھہ نہین معلوم یارو دلکو میرے کیا ہوا

دوسری داستان شکار سے شاہزادیکی مراجعت کرنے اور بادشاہ
کا شاہزادیکے عاشق ہونے پر مطلع ہونے اور مہر انگیز کے پاس جانے
اور اوسکے سوال کے جواب نہ دینے کے باعث مارے جانیکے بیان مین

غرض اتنے عرصے مین ہمراہ کے سپاہی جو وقت شکار کے جدا ہوگئے تھے ہر ایک
طرف سے آکر جمع ہوئے اور اوس شمع رو پر پروانہ کی مانند تصدق ہونے
لگے اور اوسیوقت ایک سمند تیز رو صبا رفتار کہ وہم سے بھی آگے قدم
مارتا تھا با زین زرین ولگام جواہر نگار لاکر حاضر کیا شاہزادہ اوسپر
سوار ہوکر دولت سرا مین تو آیا مگر مہر انگیز کی گرمیٔ عشق کے سبب

که شاہزادیکے مغز استخوان تک پہنچی تھی روز بروز ضعیف اور ناتوان ہونے لگا
ع لمولفہ ع عشق کی تپ نے کیا ہی دل مین گھر ع جیسے پھکتے ہین پڑے قالب جگر
آخر اوس راز نہان سے پردہ اوٹھہ گیا اور یہہ بات ہر ایک پر کھل گئی ع نظم
یہہ عشق کہو کہان نہین ہی ع خالی ہی وہ گھر جہان نہین ہی ع اس سبب سے وہ لوگ
جو اوسکی خدمت مین بہت سرفراز تھے اور ہر ساعت خدمتگذاری مین حاضر رہتے
متفحص احوال ہوئے اور شاہزادیکی حقیقت کو بادشاہ کی خدمت مین عرض کرنیکے
سواے کچھہ چارہ نہ دیکھکر یون ماجرا بیان کیا جہان پناہ سلامت مہرانگیز جو شاہ قہقوس
کی دختر ہی شاہزادہ اوسکے دریاے عشق مین غوطے کھا رہا ہی اور پردہ حجاب کا اوسکی
آنکھون سے اوٹھہ گیا ہی شاہزادیکی یہہ حالت سنکر بادشاہ نے فرمایا کہ بموجب حکم حکما
وتہاد والے مناسب ہی کہ پہلے ایک نامہ ایلچی کے ہاتھہ مہرانگیز کی طلب کے لئے روانہ کیا جاوے اور
ساتھہ اوسکے اونٹونکے اوپر لعل گران بہا و جواہر بیش قیمت اور انواع و اقسام کی تحفہ
چیزین کہ بادشاہونکے لائق ہون بھیجی جائین اگر اسپر بھی وہ راضی نہو تب لشکر قہار
خونخوار اور فوج بیشمار سر پر اوس مایۂ اندوہ کے جا اوسکا تخت و تاج تاراج
کر بعزت تمام اوس رعنا شمائل کو حاضر کرین جب یہہ مصلحت شاہزادے نے سنی تب حضور مین
بادشاہ کے عرض کی کہ یہہ بات ناشدنی شدنی نہین مین آپ وہان جاکر اوسکے سوال کا جواب
دیکر اوسکو لے آتا ہون ع القصہ تب سب علما اور فضلا نے بادشاہ کو مصلحت دی
کہ ایسے مشکل کام مین شاہزادیکو تنہا رخصت فرمانا مناسب اور صلاح دولت
نہین بلکہ اوسکے ہمراہ مدد کے لئے فوجکا جانا واجب ہی اغلب ہی کہ وہ بادشاہ
مغلوب خوفناک ہوکر پشیمانی اور حیرانی اوٹھاوے اور شاہزادیکا مقصد دلی
جلد بر آوے اس قصے کے راوی نے یون بیان کیا ہی کہ شاہزادہ طہماسپ
جو بادشاہ کا بڑا بیٹا تھا یہہ سفر کا کر کے اوسطرف کو روانہ ہوا خود ایک

اچھے گھوڑے پر سوار ہو لعل و جواہر بیش قیمت اونٹوں پر بار کر منزل بمنزل
راہ کو طی کرتا ہوا شہر مین شاہ قیموس کے جا پہنچا دیکھا کہ ایک قلعہ عظیم الشان
ہی کہ کوہ کو اوسکی ہمسری سے کیا نسبت اور اوسکے کنگرے پر ہزارون سر بادشاہون
اور شاہزادونکے لٹکتے ہین ہر چند شاہزادیکے ساتھی یہہ حالت دیکھکر گھبرائے اور بہت
طرح سے مانع آئے کہ ای شاہزادے اب بھی اس خیال خام سے باز آ اور اپنا
اس سودا مین مت گنوا مگر شاہزادے نے بات کسیکی کچھہ نہ سنی ناچار
سب دست حسرت ملتے رہ گئے آخر شاہزادینے شہر کے اندر داخل ہوکر دیکھا
کہ سارا شہر خوب آراستہ و پیراستہ ہی کوچے اوسکے باغ ارم کی طرح دلکشا ہین
اوسکی اطراف مین جا بجا جدھر دیکھو ادھر گلزار سر بسر پھولونکی بہار دکانین اوسکی
عاشق و معشوق کی مانند دوش بدوش لوگ وہانکے پر سلیقہ و صاحب
ہوش میدانون مین خیمے اطلس خطائی کے کھنچے ہوئے زری بادلیکے پردے
درونپر پڑے ہوئے مرصع چوبونپر شامیانے زربفتی تنے ہوئے الغرض شہزادہ
سیر کرتا ہوا دروازے پر شاہ قیموس کے پہنچا دیکھا تو ایک نقارہ مرصع دو جڑاؤ
چوب سمیت دھرا ہی اور نقارے پر آب زر سے یہہ لکھا ہی کہ جو کوئی اس شہر
مین آوے اور مہرانگیز کی ملاقات کا ارادہ کرے اس چوبکو اوٹھا کر نقاریکو بجاوے
بمجرد آواز کے مہرانگیز اوسکو اپنے پاس بلوائیگی جبکہ شاہزادہ اس احوال سے
واقف ہوا آتش عشق سینے مین اور بھی شعلہ زن ہوئی گھوڑے سے اوتر کر متوجہ
نقارہ بجانیکا ہوا اوسوقت مصاحبون نے اسواسطے پھر ارادہ ممانعت کا کیا کہ شاید
اب بھی مان جاوے اور جان سے بچے عرض کرنے لگے کہ ای شاہزادے پہلے واجب
ہی کہ ایک جگہہ مقام کرکے اسباب درست کرین پھر حصول مطلب کی تدبیر
مین مشغول ہو وین شاہزادینے کہا کہ مین یہان مہم مارنے نہین آیا ہون

مقدم ہی کہ پہلے اوس نقاریکو بجاؤن کہ یہانکے باشندے خبر پاکر مجہے شاہ
قیموس کے پاس لیجاوین وہ جہان کہیگا وہان منزل کرونگا یہہ کہکر شاہزادے
آگے جا اور چوب مرصع اوٹہا نقارے پر اس زور سے ضرب دی کہ آواز
سے اوسکی زمین دہل گئی اور آسمان کانپ اوٹہا صدا اوسکی سارے
شہر مین پہیل گئی غرض آواز کے سنتے ہی لوگ جمع ہوکر شاہزادیکو شاہ قیموس کے
پاس لیگئے ازبسکہ وہ حسین تہا پادشاہ دیکہکر بہت افسوس کرکے بولا
ای شاہزادے تو نہایت کم سن اور دنیا کے تماشے سے محروم ہی لازم ہی کہ
اس خیال محال سے باز رہے اور میری لڑکی جو نادانی اور غرور حسن کے سبب سے
سوال کرتی ہی اوس سوال کا آجتک جواب دینے والا کوئی شخص نہ ٹہرا بہتیرے اپنی
جان سے گذر گئے پس لازم ہی کہ تو بہی اس اندیشۂ باطل سے درگذرے
اور لڑکونکی طرح ہٹ نکرے اور اپنی جان پر رحم کہاوے اسیطرح سے شاہ
قیموس نے بہت سی نصیحت کی پر اوسکو اصلاً اثر پذیر نہوئی آخر کو شاہ نے
کہا کہ اول ہمکو شرط مہمانداری بجالانی ضرور ہی بعد ازان جو کچہہ کہ کرنے اور
کہنے کی شرط ہی تم بجالائیو شاہزادے نے قبول کیا تب شاہ قیموس نے جو کچہہ لوازمہ
مہمانداری تہا طیار کرکے بہجوا دیا اور گلرخ بیگم کو ساتھ لے مہرانگیز کے پاس آکر
فرمانے لگا کہ ای ظالم جفاکار و ای خونخوار کجرفتار یہہ کیا خیال محال ہی جو تو نے
اپنے دل مین ٹہانا ہی کہ خون بندگان خدا کا اپنی گردن پر لیتی ہی ان باتون
سے کیا حاصل لازم ہی کہ اس غلط فہمی سے آپکو باز رکہے اور خون سے بیگناہونکے
درگذرے دیکہہ کہ اب شاہزادہ ملک خاور کا بہت سا زر و جواہر لیکر تیری خواہش
وصال مین یہانتک آیا ہی اگر تو اوسے اپنی شوہری مین قبول کرے تو بہتر ہی ہم
تیرے ما باپ ہین تجہکو ہماری عدول حکمی کرنی گناہ عظیم ہی اور تو نے جو

عہد کیا ہی اگر ہزار برس اوسکی پیروی کریگی اور لاکھوں بندہ خدا کو جان
سے ماریگی تو بھی اوس سوال کا جواب نپاویگی الغرض اوسی طور پر بادشاہ بیگم
بھی سو سو طرح سے سمجھاتی رہیں پر اوس سنگین دل نے اپنی ہٹ ہرگز
نہ چھوڑی اور بولی اگر ہزار برس تک کوئی میرے سوال کا جواب ندیگا
ہرگز شوہر نکرونگی یا کتخدا دنیا سے گذر جاؤنگی القصہ جبکہ آفتاب عالمتاب
پردہ مغرب میں گیا مہر انگیز نے شاہزادے کو اپنے مکان میں بلوا کر کہا ای شاہزادے
میرا یہہ سوال ہی کہ گل با صنوبر چہ کرد شاہزادے نے اپنی چرب زبانی سے جو جواب
کہ دل میں تھا اور بن آیا درپیش لاکر کہا کہ علم غیبی سے سوائے خدا کے کس کو
آگاہی ہی اگر کوئی شخص تجھکو جھوٹھی ایک بات بنا کر کہے وہ بات قابل اعتبار
نہیں ہو سکتی جبکہ اوس خونخوار نے اپنے سوال کا جواب نپایا تب جلاد ناپاک
کو بلوا کر اوس بیگناہ کے قتل کا حکم دیا فوراً جلاد نے سر اوسکا ملک بدن سے
الگ کر کے قلعہ کے کنگرے سے لٹکا دیا یہہ خبر شمشاد لعل پوش کو جوقت پہنچی وہ
سیاہ پوش ہو کر چلے پھر ماتم خانے میں بیٹھا گریہ وزاری کرتا رہا چند روز کے
بعد شاہزادہ فہماس بھی جو اوسکا بھائی تھا غیرت کھا کر باپ سے رخصت ہو کر مہر انگیز
کے پاس گیا اور اوسی طرح مارا پڑا

تیسری داستان الماس روح بخش کے جانے کی مہر انگیز
کے ملک میں اور پہنچنا باغ کے اندر اور وہاں جا کے دیوانہ بننا اور
عاشق ہونا مہر انگیز اور دلارام کا اور رخصت ہونا اوسکا دلارام سے

القصہ بیٹوں میں سے شمشاد لعل پوش کے اسی طرح سے ہلاک ہوئے ساتواں
لڑکا کہ جسے الماس روح بخش کہتے تھے رہ گیا وہ نہایت خوش طبع و
فصیح زبان و دانا اور جوان مرد سب علموں سے واقف بڑا ایکا اور شائستہ

تھا ایکروز اُسنے بابکو دیکھا کہ کُرسی زرنگاری پر بیٹھا فرزندونکی غم سے آبدیدہ
ہوکر آہ جگرسوز دل سے کھینچ رہا ہی الماس روح بخش نے شاہ کی یہہ حالت زار
دیکھہ آداب بجالاکر عرض کیا ای بابا شاہ قیموس کی لڑکی نے میرے بھائیون کو
ہلاک کیا ہی اب چاہتا ہون کہ وہان جاکر اپنے بھائیونکے خون کا بدلہ لون
اور جسطرح بنے اوسے اپنے عقد نکاح مین لاؤن جب شاہ نے یہہ بات
سُنی اور بھی زیادہ گریہ کرنے لگا اور کہا کہ ای جان پدر اب تو تمھارے ہی سبب
سے آنکھونکی روشنی اور تن کی زندگی ہی اور کوئی فرزند نہین رکھتا ہون کہ اوسے
دلکو تسکین دون یا مہمات سلطنت اوسکے ہاتھہ سے سرانجام پاوین کیا تم بھی جان
بوجھکر اپنے ہلاک کا ارادہ کر بیٹھے شاہزادے نے مکرر عرض کیا کہ ای جہان پناہ یہہ
کیا ارشاد ہوتا ہی جبتک وہان جاکر اوس خونخوار کو اپنے قبضے مین نہ لاؤن
تب تک قرار و آرام نہین پاتا اسمین جان جانے کو بھی آسان سمجھتا ہون غرض
ہزار مکر و فریب سے اجازت لے فی الفور متوجہ اوس طرف کا ہوکر تھوڑے
دنون مین مہرانگیز کے شہر تک جا پہنچا جبکہ شہر کے قلعے کے نزدیک پہنچا اوس قلعے
کے کنگرے پر بہت سے سر شاہزادون کے لٹکے ہوتے دیکھے اپنے بھائیونکے سرونکو
بھی پہچانکر بہت سا رویا آخر ہر ایک طرف سیر کرنے لگا بازار کو دیکھتا بھالتا
باہر نکل آیا کسی قصبے مین ایک پیرمرد دہقان کے مکان پر آیا اوس دہقانی بی بی
نے جسکا سن ایک سو بیس برسکا ہوا تھا اور اوسنے لڑکے کا منہہ کبھی نہین دیکھا تھا
شاہزادیکو دیکھا دیکھتے ہی بہت شاد ہوئی اور شاہزادیکو اپنی فرزندی مین قبول کیا
تب شاہزادینے وہان قیام کرکے گھوڑیکو طویلے مین باندھا اور جوکچھہ زر و جواہر اور
گنج بیشمار ساتھہ رکھتا تھا اوسمین سے تھوڑا سا اون دونونکو دیا اور کہا تمکو مناسب
یہہ ہی کہ ہمارا احوال کسی پر ظاہر نکرو پھر شاہزادینے کپڑے بدل صبح کے ہوتے ہی شہر کے

سیر کو متوجہ ہوا ہمیشہ اسی فکر مین رہتا تھا کہ یہہ راز کیونکر معلوم کرون اور
اوسکے سوال کا جواب کیونکر دون اور کس طرح سے اپنے بھائیونکا بدلہ لون اگرچہ
بہت تفحص و تلاش کرتا رہا لیکن کچھہ بھی اوسکا اسرار کسی سے ظاہر نہوا ناچار
حیران و سرگردان سیر کرتا پھرتا تھا ایکروز اپنے دل مین یہہ مصلحت ٹھانی کہ دختر
شاہ قیموس کے قصر اوس گیسو بریدہ کو کہ مہر انگیز نام رکھتی ہی دیکھا چاہیئے کہ اوس
کافر کے عشق مین سیکڑون بادشاہ اور شاہزادے اپنی جانین مفت مین دیگئے
اور داغ حسرت دلون مین لیگئے یہہ خیال کرتا ہوا دروازے پر مہر انگیز کے کہ جو اوسکے
رہنے کا مکان تھا جا پہنچا دیکھا کہ وہان ایک درخت عظیم الشان اور عجب نقشے کا دروازہ
ہی اور بہت سے دربان اوس جگہہ بیٹھے ہین ہرچند شاہزادے نے چاہا کہ اوس مکان کے اندر
جاوے لاکن کسیطرح جانے نپایا تب بیقرار ہوکر اپنے دل مین کہنے لگا کہ شاید یہہ وہی باغ
ہی اب مطلب میرا یہان سے حاصل ہوگا غرض باہر سیر کرتا ہوا فکر کرتا تھا کہ
شاید کوئی ایسی راہ نظر آوے کہ جسسے اوس باغکے اندر جا پہنچون اسلئے درگاہ باری
مین یون مناجات کرنے لگا کہ ای ہادی گم گشتگان ایسی کوئی راہ دکھلا کہ جسسے
منزل مقصود کو پہنچون اسی سوچ مین تھا کہ ناگاہ ایک نہر نظر آئی کہ جسکا پانی باہر سے
باغکے اندر جاتا تھا تب شاہزادہ کپڑے اوتار برہنہ ہوکر اوسی نہر مین غوطہ مار باغکے
اندر گیا ایک ساعت گوشے مین بیٹھہ کر کپڑے سکھا پھر وہی لباس پہن سیر باغ
کرنے لگا دیکھا کہ سبزے پر اوسکے پانی نہر کا روان ہی اور آب جویبار ہر سو دوان
بلبلین چہچہاتی ہین اور گل کھل رہی ہی خیابان گلزار بہشت طرح کی بہار ہر ایک
تختہ گل پر مرغان چمن مشغول ترنم و سرود اور قمریان آواز کے طوق اطاعت
سرو کا گردن مین ڈالے ہوئے موجود غرض بیے تکلف سے وہ باغ آراستہ
تھا کہ اوسکے آگے باغ ارم خاربند کے قابل بھی نہین ؏ نظم

عجب طرحکا باغ وہ تازہ تر ملایک کرین آرزو جسمین گھر
کھڑے سرو وان برلب جویبار رہین قمریان جسپہ کوکو پکار
کہین عندلیب اور گل کا سمان کہین نسترن کا تھا جلوہ عیان

القصہ شاہزادہ سیر کرتا ہوا نزدیک اوس تہ نشین کے جسمین مہر انگیز بیٹھی
تھی جا پہنچا اور دور سے مشاہدہ اوسکے جمال کا فرمایا سچ تو یون ہی کہ ایسا حسن
انسانکی خلقت مین توکیا فرشتون مین بھی پیدا نہین اور روبرو قصر کے
ایک فرش سنگ مرمر کا کہ وصف اوسکی صفائی کا تقریر سے باہر اور ایک
حوض آب زلال سے بھرا ہوا مانند آئینے کے مجلا نظر آیا شاہزادہ ایک رات
آرام کر پھر متوجہ سیر باغ کا ہوا اور باغبانون نے چھپ کر رات اوسی باغ مین کاٹی
جبکہ روز روشن ہوا شاہزادہ آپکو دیوانہ بنا کر باغ کی سیر کرتا رہا کہ ناگاہ ایک جگہہ
دیکھی کہ وہان کئی پری زادین سیر کر رہی ہین اور اوس جگہہ فرش زرین پر
ایک تخت مرصع دھرا ہی اور اوسپر ایک معشوقہ پری شمائل بیٹھی ہی کہ جسکی
روشنی سے سارا باغ اوجالا ہو رہا ہی اور اوسکی زلف عنبرین کی لپٹ آسمان
تک فرشتونکے دماغکو معنبر کر رہی ہی شاہزادہ نے قیافے سے معلوم کیا کہ مہر انگیز یہی
ہی الحق حق تعالی نے جسکو ایسا حسن دلفروز دیا ہو وہ کیون نہ ہزارون جانکو
پروانے کی مانند اپنے شمع رو پر نثار کرے ﴿نظم﴾ حسن گر ایسا جانفزا ہووے
اوسپہ کیونکر نہ دل فدا ہووے ﴿ اور یہہ کئی اشعار مرزا رفیع السودا کے پڑھنے لگا ﴿نظم﴾

حسن ایسا کہ جیسے ماہ شب چاردہم یک بیک دیکھے تو چکچوندہ رہجاے جھپک
چہرہ مین ایسی تھی گرمی کہ شب روز اوسکے باؤ کرتی ہی رہے دامن مژگانکی جھپک
زلفین یون بکھری ہوتین چہرہ پہ ناگنین تھین دل جسطرح ایک کھلونے پہ ہٹین دو بالک
ناگنی پیچ مین آ وسکے نہ مانگے پانی کھیل جاوے وہین کالا جو ڈسے اوسکی لٹک

دیکھے جو اوسکی کچونکو یہہ تیقن ہوا وسے | تنبو یہہ تانکے یہہ کام کا اوترا ہی کتک
کمر اوسکی مین نہ تھی کہ کمرون اوسکا وصف | تھی وہ ایک آہو کے لیئے چیتے کی لپک
زرق برق ایسا ہی پوشاکین اوسکی کر جیسے | کوند بجلی کی کہون یا کہ مین شعلے کی دمک

اسی خیال مین تھا کہ ایک لڑکی جام زرین ہاتھہ مین لیئے ہوئے پانی لینے کو
لب حوض تک آئی اور چاہتی تھی کہ جام کو پانی سے بھرے ناگاہ عکس شاہزادیکا
کہ درخت کی اوت مین چھپکر تماشا دیکھہ رہا تھا پانی مین دیکھہ کر سہم گئی اور
اپنے دل کے پیالیکو بیہوشی کی شراب سے بھر کر جام زرین کو حوض مین گرا دل
مین کہنے لگی کہ آیا یہہ عکس دیو کا ہی یا پری یا آدم زاد کا غرض کانپتی اور روتی
ہوئی آئی جبکہ اور نازنینون نے اوسکی یہہ حالت دیکھی اوسے مہر انگیز کے روبرو
لیگئین مہر انگیز نے پوچھا کہ ای رعنا تجھے کیا ہوا تھا تب اوسنے کہا کہ ای بانو مین
پانی کے لیئے حوض پر گئی تھی پانی مین عکس ایک مرد کا دیکھکر دہشت کھا کر
گری اور ہاتھہ سے جام زرین پانی مین گر گیا پھر مہر انگیز نے اوسکی تحقیق کیواسطے
فرمایا کہ کوئی جلد جاے اور اس ماجرےکو دریافت کرکے حضور مین آے بموجب ارشاد
کے اور ایک سہیلی گئی وہ بھی اوسی طرح پانی مین عکس کے دیکھتے ہی آتش
عشق سے اپنے دلکو کباب کر ایک آہ مار نالہ کرتی ہوئی مہر انگیز کے پاس آئی کہ
ای شاہزادی نہین معلوم ہی کہ یہہ عکس کسی فرشتے یا پری یا آدمی زاد کا ہی
یا کہ فلک پر سے ماہتاب زمین پر اوترا ہی یا کوئی ستارہ توٹ پڑا ہی اوسکی
بات کے سنتے ہی مہر انگیز کا جی ہاتھہ سے گیا اور اوسکے دیکھنے کی خواہش دل مین بہت
سی ہوئی جلدی سے اوٹھکر طاؤس کی طرح خرامان خرامان لب حوض تک جا پہنچی
عکس شاہزادیکا حوض مین دیکھکر اوسکے سودا مین اپنے متاع دل کو کھو بیٹھی
اور بیقرار ہو کر دائی سے بولی کہ اس مین کون چھپا ہی تلاش کرکے اوسکو میرے

پاس لاکہ اوسکے دیکھنے سے اپنے دلکو تسکین دون دایہ بموجب حکم ہر طرف
دیکھتی بھالتی چلی جاتی تھی آخر اوس چمن کے گوشے مین جہان شاہزادہ
چھپا کھڑا تھا اوسکی نظر پڑ گئی دیکھا تو ایک جوان خورشید رو نازک بدن
کہ حیرت افزای دیدۂ افلاک ہی درختونکی اوٹ مین چھپا کھڑا ہی شاہزادے
نے دائی کو دیکھکر ارادہ بھاگنے کا کیا لیکن راہ گریز کی نہ پائی فوراً آپ کو دیوانہ
بنایا تب دائی نزدیک آکر بولی کہ ای دیوانے کہان جاتا ہی میری بانو نے
تجھکو یاد کیا ہی وہ جواب کچھ کا کچھ دینے لگا آخرش دایہ ہاتھ اوسکا پکڑ کے حضور
مین لے آئی مہرانگیز ہر چند اوس سے پرسش حال کرتی تھی وہ دیوانہ وار بے اختیار
خندہ اور گریہ زار کرتا بیسر و پا جواب دہی کئے جاتا تھا اور جب کبھی تفتیش
حال کرتی تب کہتا کہ مین بھوکھا ہون مجھے کسی سے کیا کام ہی اور کبھی کہتا
ہرن بکری ہو گیا اور ریکھ بھینس بن گئی روئی کا پہاڑ پانی کی بوچھار سے گل گیا
اور برف کے برسنے سے موم پگھل گیا اونٹ کو بلی کھا گئی بلی کو چھچھوندر چبا
گئی ایسی اولٹی پلٹی باتین سنکر مہرانگیز ہنسکر بولی کہ حیف ایسا جوان اور
دیوانہ ہو جاوے * نظم * یہہ حسن و جوانی اور اوسپر یہہ غم * ستم ہی
ستم ہی ستم * غرض مہرانگیز شاہزادیکا جمال دیکھتے ہی باولی
ہو گئی تھی اور اوسکے خنجر نگاہ سے مانند مرغ نیم بسمل کے بیقرار سبھون سے
بولی کہ یہہ مرد دیوانہ ہی کوئی اوسکا مزاحم نہووے جس چیز پر اوسکی
خواہش ہو حاضر کیجو اور جو چیز مانگے اوسے دیجو یہہ کہہ اور دیوانے کو ہمراہ لیکر
قصر کیطرف متوجہ ہوئی اور بولی کہ ای دیوانے تو اس جگہہ سے کسی طرف کو نجا
جو کچھ درکار ہو حاضر ہی تب شاہزادے نے اپنے دل سے کہا کہ ابھی اوس
سوال کی حقیقت اس خونخوار سی استفسار کرنا اچھا نہین بلکہ جو اوسکی

ہم صحبت ہین اونسے تفحص کرنا خوب ہی اثنا سب ہی کہ پہلے اوس خواص
دلارام نام سے جو اول عکس کو میرے دیکھکر بیہوش ہوئی تھی اور اب تک بھی
غلبۂ عشق سے میرے وصال کی خواہش اوسکے دل مین بھری ہی پوچھون
ہر چند شاہزادہ ارادہ پوچھنے کا رکھتا تھا مگر فرصت نہ ملتی تھی کہ پوچھے قضا کار سے
ایکروز دلارام شاہزادیکو تنہا پاکر نزدیک آ اوسکے پاؤن پر سر رکھکے خضور راز
اور بے چینی و بیقراری سے عرض کرنے لگی کہ ای جوان حق تعالی نے جو مجھکو
یہہ حسن دیا ہی اور بھی زیادہ کرے میرا دل تیرے لیئے تڑپتا ہی اور جی
گھبراتا ہی مین چاہتی ہون کہ تو اپنے راز سے مجھکو مطلع کرے کہ تو کون ہی
اور اس جگہہ تیرا گذر کیونکر ہوا اور تفحص احوال سے تیرے میری غرض یہہ
ہی کہ تیرے عشق کی گرمی نے میرا دل موم کیطرح گلا دیا اور چتون کے بان نے
کلیجیکو چھید ڈالا اشتیاق کے ناوک نے آہوے دلکو شکار کیا اور خدنگ
عشق نے جان و دل کو فگار اگر تو اپنے ساتھ مجھکو یہان سے لیچلے تو مین اسقدر
گوہر و گنج ہمراہ لون کہ گنج قارون بھی اوسکی برابری نکر سکے ہر چند وہ
اسطرح کی باتین کرتی تھی لاکن شاہزادہ دیوانے کیطرح گفتگو کرتا تھا
بلحاظ اسکے کہ مبادا یہہ راز آشکارا ہو تو مفت مین رسوائی اوٹھائی
جاویگی پھر اوسوقت کچھہ تدبیر نہ بن آویگی جب دلارام نے اپنے مقصد کا
جواب کچھہ نہ پایا اور افسون و افسانہ اوسکا ذرہ بھی کام نہ آیا تب روتی
اور بسورتی ہوئی اپنے مکان پر آئی اور اوسکے دیوانے ہونے پر افسوس
کرتی رہی اور تمام رات گذاری ہی تھی کہ دوسرے دن جبکہ صبح
صادق ہوئی پھر شاہزادیکے پاس آئی اور پروانہ کی مانند گرد اوس
شمع کے پھرنے لگی اتنے عرصے مین مہر انگیز نے شاہزادیکو طلب کیا اور

گفتگو مین مشغول ہوتی دلارام بھی چھپ چھپ کر دیکھا کرتی مہرانگیز اوسکی طبیعت
کا میلان دیوانے کیطرف دیکھکر تاڑ گئی کہ یہہ بھی فدا ہی تب دلارام کو بلاکر
بولی کہ آج سے میرے دیوانے کی خبرگیری تیرے ذمے ہی بخوبی تمام اوسکے
کھانے کا اسباب مَن مانتا جسوقت جو چاہے فوراً حاضر کریو اور جان و
دل سے اوسکی خدمت مین حاضر رہیو دلارام نے جب کہ یہہ حکم پایا پھولوں نہ
سمائی جان و دل سے اوسکی خدمت گذاری مین حاضر رہنے لگی القصہ ایکروز
دلارام دیوانے کو اپنی خلوت سرا مین لیجا کر بہت سی باتین ادھر اودھر کی
کر قسم خدا اور رسولکی درمیان لائی اسواسطے کہ وہ راز اپنے دل کا کھولکر کہے
تب شاہزادے نے اپنے دلمین کہا کہ ظاہر ابو عشق اسکی باتونسے پائی جاتی ہی
اپنی حالت کا بیان کرنا اس سے مضایقہ نہین بولا کہ ای رعنا مطلب میرا یہہ
ہی کہ گل با صنوبر چہ کرد اس معنی کی تلاش مین اتنی خرابیان کھینچتا یہانتک
آپہنچا ہون اور تیری بانو تمام بادشاہ و شاہزادونکا سر کات کر لٹکا دیتی ہی اگر
تجھے اس سوال کی حقیقت کچھہ معلوم ہو تو مجھے بتا تب دلارام نے کہا کہ اگر تو
مجھے اپنے نکاح مین لاے اور سب بانو تونکا سردار بنا سے تو اوس راز نہانی
کی ماہیت سے جسقدر کہ مجھے معلوم ہی تجھکو آگاہ کرون شاہزادے نے کہا ای یار
وفادار و ای مونس غمگسار اگر تیری مددگاری سے مقصد میرا حاصل ہوا اور
مین مراد کو پہنچا تو جو کچھہ تیری ارادت ہی لسبر و چشم بجا لاونگا اور ہر حال مین
تیری اطاعت کرونگا دلارام نے شاہزادے سے جب عہد و پیمان درست
کر لیا تب کہا کہ ای مایۂ زندگانی مین بھی نہین جانتی ہون کہ گل با صنوبر چہ کرد
مگر اتنا معلوم ہی کہ مہرانگیز کے تخت کے نیچے ایک زنگی رہتا ہی اوس نے
اس ماجرے سے اوسکو واقف کیا ہی اور وہ زنگی شہر واقاف سے

بھاگ کر آیا ہی پس لازم ہی کہ تو بھی قصد شہر واقاف کا کرے نہین
تو کسی وجہ سے یہہ راز تجھ پر منکشف نہو سکیگا جب شاہزادی نے دلارام
کی زبانی یہہ بات سنی تب دل سے کہا ای دل اب ذرہ صبر واجب ہی
اور دیکھہ کہ پردۂ غیب سے کیا آشکار ہوتا ہی اب تو بہت مشکلین پیش
آتین اور اسباب تمین بہت سا خون جگر کھاتا ہوا ؏ لمولفہ ؏ اگر خون دل کھا کے
پہنچونگا وان ؏ تو مقصود کو اپنے پاتونگا وان ؏ نہین ناامیدی سے مجھکو ہراس ؏
کہ لاتقنطوا پر ہی سبکی اساس ؏ جوانمرد ہمت سے اپنی لڑین ؏ اگر خار ہو اوسکو
بھی گل کرین ؏ غرض ایسے مضمونکا شعر پڑھکر تسلی خاطر کرتا تھا کہ اتنے مین دلارام
نے شاہزادیکو بہت متردد دیکھکر کہا کہ ای مونس غمخوار و یار وفادار تو کچھہ تردد خاطر
مین نہ لا اگر ارادہ تیرا مہرانگیز کے قتل کا ہو تو مین ایک روز محفل مین پیالۂ شراب
کے بدلے زہر کا پیالہ اوسے پلادون کہ پھر قیامت تک سر نہ اوٹھاسکے ؏ نظم ؏

پلادون اوسے اسطرح کی شراب	کہ پھر سر اوٹھاوے نہ خانہ خراب
قیامت تلک اوسکو آوے نہ ہوش	رہے خاک کیطرح پھر وہ خموش

تب شاہزادی نے کہا ای یار غمخوار اس فریب سے ہلاک کرکے بدلا لینا جوانمردی
سے بعید ہی جب تک کہ شہر واقاف کو نہ جاؤن اور اوس ماجرے کو دریافت
نکرون تبتک آرام حرام جانتا ہون انشاء اللہ تعالی اوس مطلب کو حاصل
کر تیرا مطلب بھی بر لاؤنگا یہہ عہد مکرر تیرے ساتھہ کرتا ہون یہہ کہکر دلارام
سے رخصت ہوکر نزدیک پیر دہقان کے گیا اور کہا کہ ای پدر مہربان مین سفر
کو جاتا ہون تم کچھہ اندیشہ اور وسواس خاطر مین نہ لائیو ؏

چوتھی داستان روانہ ہونا شاہزادیکا دلارام کے پاس سے
اور رہنما ہونا پیر روشن ضمیر کا طرف شہر واقاف کے اور مسحور و ممسوخ

ہونا اوسکا ہرن کی صورت مین لطیفہ بانو کے جادو سے

بیان کرنے والے داستان کے اور روایت کرنے والے حکایت کے اِس
قصّے کو یون بیان کرتے ہین کہ شاہزادہ گھوڑے پر سوار ہوکر شہر سے باہر
چلا مگر نہین جانتا تھا کہ شہر واقاف کسطرف ہی اور کس رستے سے
جاتے ہین اسی فکر مین گھل گھل کر ضعیف ہوا جاتا تھا تھوڑے دنون
ایسا ناتوان ہوگیا کہ گھوڑے پر بھی سواری کی طاقت نرہی غرض گھوڑیکی
باگڈور تھامے ہوتے پاپیادہ چلا جاتا تھا یکایک راہ مین ایک پیر روشن
ضمیر نورانی چہرہ جامہ سبز پہنے ہوتے ہاتھہ مین ایک عصا لئے خضر کی
مانند نظر آیا شاہزادیئے اوسکے دیکھتے ہی سجدہ شکر کا درگاہ مین رہبر حقیقی کے
ادا کیا اور دست بستہ ہوکر نزدیک اوس پیر بزرگ کے آکر آداب بجالایا
پیر نے بھی جواب سلام کا دیا اور پوچھا کہ ای جوان تو کون ہی اور کہان سے
آتا ہی تب شاہزادیئے کہا کہ ای بزرگ یہہ مسافر قصد شہر واقاف کا رکھتا ہی
مگر اوسکی راہ نہین جانتا کہ کسطرف ہی اور کس راہ سے جانا ہوگا پیر بزرگ نے
شاہزادیکے رخسارے پر نظر کرکے کہا کہ ای جوان اِس راہ بے پایان سے تو
آپکو باز رکھہ یہہ راہ بہت خطرناک ہی لازم ہی کہ اِسطرف سے خیال اوٹھاکر
اور کامونمین مشغول ہوے کسواسطے کہ اگر عمر بھر اوس راہ کی تلاش مین
سرگردان رہیگا تو بھی پتا نہ پاویگا غرض پیر بزرگ نے بہت سی نصیحت کی
مگر شاہزادیکو کچھہ اثر پذیر نہوئی تب پیر بزرگ نے کہا کہ ای مسافر تیرا مقصود
شہر واقاف کے جانے سے کیا ہی کہ جس لیئے اپنی عمر و زندگانی عزیز کو برباد
کیا چاہتا ہی شاہزادیئے کہا کہ ای بزرگ ایک کام نہایت سخت و مہم
مشکل پیش آئی ہی اگر آپ کو اوس راہ کا کچھہ ٹھکانا معلوم ہو تو مانند خضر

کے رہنمائی فرماتے جبکہ پیر بزرگ نے دیکھا کہ شاہزادہ کسی نوع سے نہین
رکتا تب فرمایا کہ ای جوان شہر واقاف قاف مین ہی اور تعلق بادسے رکھتا ہی
اور وہان مقام جنات کا ہی شہر سے باہر ہوتے پر تجھکو دو راہین ملینگی لازم
ہی کہ راہ راست مین جائیو ہرگز راہ چپ مین جانے کا قصد نہ کیجو نہ درمیان
کے رستے کو اختیار کیجو ایک رات اور دن کی راہ سے مت جائیو جب کہ
صبح صادق ہوگی تب تجھکو ایک منارہ نظر آویگا اوسپر ایک تختہ سنگ
مرمر کا خط کوفی سے لکھا ہی لازم ہی کہ اوس تختے پر جو کچھہ منقوش ہی اوسکو پڑھکر
اوسی پر عمل کیجو اور زنہار خلاف راہ نجائیو شاہزادے نے یہہ بات قبول کی اور
اوس بزرگ کے پاؤن چومے وقت رخصت ہونیکے پیر نے بھی حق مین
شاہزادے کے دعاے خیر کی شاہزادہ گھوڑے پر سوار ہوکر متوجہ راہ واقاف کا
ہوا ایک شبانہ روز کی راہ گیا تھا کہ اوس نشان کے پتھر تک جا پہنچا
دیکھا کہ بلندی مین فلک لاجوردی کی مانند ہی اور اوس مین ایک تختہ
سنگ مرمر کا خط کوفی سے منقش جڑا ہی اسواسطے کہ مسافر حقیقت
سے ہر ایک راہ کی واقف ہوکر عیش وعشرت سے اوقات بسر کرین اور
گمراہ نہووین اور مضمون اوس نوشتے کا یہہ ہی کہ مسافر کو لازم ہی کہ راہ
راہ راست مین جاوے اگر راہ چپ مین جاویگا تو تھوڑی تصدیع اوٹھاویگا
لیکن جلد اپنے مقصد کو پہنچیگا اور راہ میانہ تو ایسی خطرناک ہی کہ اگر کوئی
ہزار جان رکھتا ہو ایک بھی پھیر نہ لاوے وہ راہ قافکی ولایت کو جاتی ہی
شاہزادہ اوس مضمونکو پڑھکر سر و پا برہنہ دست تمنا درگاہ مین اوس بے نیاز
کی اوٹھاکر کہنے لگا ای بھولے بھٹکونکو ٹھیتے پر پہنچانیوالے اور ای گمراہونکی ہدایت
کرنیوالے تجھسے مدد مانگتا ہون اور ہمت چاہتا کہ مقصد میرا واقاف کے

ملک سے ہی اوس راہ خطرناک مین تو رہبری کرے نظم

دشت غربت مین پڑا ہون یا الہ
کون مجکو تجھہ سوا دکھلاے راہ

نہ کوئی ہمدم نہ یان ہمراہ ہی
ہی اگر تو نالۂ جانکاہ ہی

کس سے درد وغم کرون اپنا بیان
لب پہ آپہنچی ہی جان ناتوان

خار سے سارا بیابان ہی بھرا
آبلون سے ہوگئے مجروح پا

ہرقدم پر مین یہان خطرے ہزار
تو بچاوے تو بچون پروردگار

پھر ایک مٹھی خاک کی زمین سے اوٹھاکر اپنے جیب اور گریبان مین ڈال کر بولا کہ ای خاک تو میرے پیراہن اور کفنی کی جگہہ ہی پھر سوار ہوکر دریان کا رستا لیا بعد ایک رات اور دنکے راہ دکھلائی دی شاہزادہ مناجات کرتا ہوا اوسی راہ مین چلا جاتا تھا ایکدن جبکہ آفتاب عالمتاب طلوع ہوا اوسوقت شاہزادیکو ایک میدان لق ودق نظر آیا کہ درخت اوسکے آسمان تک پہنچے ہوتے اور اوسمین ایک باغ ہرا بھرا دیکھ کر شاہزادہ متوجہ اوس باغ کا ہوا جبکہ دروازے پر پہنچا دیکھا کہ وہ دروازہ ایک تخت سنگ مرمر سے بنا ہی اور ایک زنگی کہ جسکے چہرےکی تیرگی سے سارے باغ پر سیاہی چھائی بلکہ شب دیجور اوسکی رنگت سے اندھیرا وام لے آئی ہی اوسکے اوپر کے لب ناک کے نتھنون سے بھی اوپر چڑھے ہین اور نیچے کے گریبان تک لٹکے ہوے نظم

لکھون تعریف اوس چہرےکی مین کیا
جہانمین خلق کب ایسا ہوا منہہ

زبس رنگت تھی اوسکی تیرہ و تار
کلوٹا سا تھا کالا کوئلا منہہ

ایک پتھر چکی کے پاٹ کی طرح مدوّر سومن کے وزن کا بجاے سپر کے انار کے درخت سے لٹکائے اور شمشیر کہ وہ بھی پچاس من لوہے سے کم نہ تھی شمشاد کے درخت سے ٹانگے اور کئی جانورونکی کھالکو باہم سی کر بجاے

لنگ پہنے اور ایک زنجیر آہنی ضخیم کہ جسکے ہر حلقے سے ہاتھی آمد و رفت کر سکے
بجاے کمر بند باندھے حرم کے دروازے پر تیغا کیے ہوتے اور تکیہ دیے ہوتے
سوتا ہی شاہزادہ نے نزدیک اوسکے آکر لگام اپنے گھوڑیکی زنگی کے سر کے نزدیک
باندھی اور بسم اللہ پڑھکر باغ کے اندر قدم رکھا سیر کرتے کرتے یکایک ایک چمن کے
نزدیک جا پہنچا وہانکی ہوا بہت خوش آیند اور درخت بھی نہایت خوش قطع اونکی
ڈالیاں متوالون کی مانند باہم جھوم رہین تھین اور بلندی مین سر آسمان تک لیگئی
تھین بہت سے ہرن وہان چر رہے تھے کہ مرصع سنگوتیان جنکے سینگون پر
منڈھی ہوتین اور کارچوبی جھولین پیٹھہ پر پڑی ہوتین اور رومال زربفت کے اونکی
گردن مین بندھے تھے غرض ہر ایک ہرن پری چہرہ اوس باغ مین سیر کنان
تھا شاہزادہ دیکھنے سے اوس تماشاے عجیب کے متعجب ہو رہا تھا کہ الہی یہہ عجب
باغ ہی اور اس کا مالک کوئی نظر نہین آتا سارے ہرن دست و پا و چشم و ابرو
کے اشارے سے شاہزادیکو مانع ہوتے تھے کہ یہان مت آ لیکن اشارہ اونکا
شاہزادیکی خاطر مین نہ آیا بلکہ قیاس کیا کہ شاید یہہ ہرن مجھے دیکھکر کلولین کرتے ہین
اور عشوہ گری سے چشم و ابرو ہلاتے ہین القصہ شاہزادہ سیر کرتا ہوا نزدیک
ایک محل کے پہنچا کہ قصر قیصر کو بھی اوس مکانکی برابری کا مرتبہ نہ تھا اور
سبزہ وہان کا سونے روپے کی طرح جھلکتا ہوا اور گلونکی لپٹ سے ہر ایک
طرف مہکتا اور اوسمین ایک شہ نشین مصفا سنگ مرمر کے فرش
سے آراستہ دروازہ اوسکا چشم عشاق کی مانند کھلا شاہزادہ سیر کرتا
ہوا ایک جھروکھے سے اوس مکان کے اندر گھس کر گیا دیکھتا ہی کہ ایک
قبول صورت پری پیکر عورت کہ ماہتاب جسکے دیکھنے سے بیتاب ہو جاے
اور چشم فتان اوسکی دیدۂ نرگس کو زمین خجالت پر جھکاے سر در پیش

سے نکالے ہوئے ادھر ادھر ٹہل رہی ہی جو نہین نظر اوسکی شاہزادے پر
پڑی فوراً عاشق اوسکے جمالکی ہوگئی اور عشق سے بیتاب ہوکر دائی کو بلا کر بولی
کہ ای ماما اس جوانکو میرے نزدیک لے آ کہ اوسے پوچھون کہ کون ہی اور کہان سے
آیا ہی اور اس باغ مین کہ جہان پرندہ پر نہین مار سکتا اور شیر و گرگ بھی ہیبت
سے اسطرف رخ نہین کرتا کیونکر داخل ہوا اور وہ بموجب اوسکے کہنے کے شاہزادے کو
لانے پر متوجہ ہوئی اور نزدیک شاہزادے کے جا پہنچی اور اوسکا چاند سا مکھڑا دیکھکر
ہچک کر رہ گئی بعد ایک لمحے کے سلام کرکے بولی آپ کا آنا یہان بہت مبارک
ہوا ہماری بانو نے آپکو یاد فرمایا ہی شاہزادہ فوراً دایہ کے ہمراہ ہوکر متوجہ اوس
مکان کا ہوا اور وہان پہنچ کر معلوم کیا کہ شاید روضہ رضوان یہی ہی اور
اندر اوس مکان کے ایک تخت بچھا ہی دھرا ہی مخمل دوخوابہ اور زربفت کے
فرش جابجا بچھے مین پتا پتی کے پردے مقیش کی ڈوریون سے کھچے ہین
اور وہ فتنہ روزگار یعنے لطیفہ بانو نام اوس تخت پر بیٹھی تھی شاہزادہ دیکھنے
سے اون عجائبات کے متعجب و متحیر ہو رہا اوس نے شاہزادے کو دیکھتے ہی کمال
اشتیاق سے اوٹھ کر ہاتھ پکڑ کے تخت پر اپنے پاس بٹھایا اور بہت سی
میٹھی میٹھی باتین جی لبھانیکی کرکے بولی کہ ای جوان تو کون ہی اور کہان سے
آیا ہی اور کدھر کو جاویگا اور اس باغ مین کسطرح پہنچا ہی شاہزادے نے
اپنی سرگذشت اول سے تا آخر کہہ سنائی تب لطیفہ بانو بولی کہ ای جوان
یہہ کیا خیال فاسد اور مشکل تیرے دل مین گذرا ہی لازم ہی کہ اوس سے
درگذرے کہ کوئی اوس راہ مین آجتک نہین گیا بہتر ہی کہ دست صبا
اپنا میری گردن مین حمایل کرے اور شکر پروردگار بجا لاوے اور اپنے
بخت بلند کو یاد رکھے کہ مجھ سی نازنین پری پیکر کا وصال تجھے میسر آیا

اور یہانتک پہنچا اور جو بات تو نے اپنے دل مین ٹھانی ہی وہ بھی انجام کو پہنچاؤنگی اور قیموس شاہ کو معہ اوسکی دختر کہ مہر انگیز نام رکھتی ہی تیری خدمت مین لا حاضر کر دونگی تب جو کچھہ کہ تیری ارادت ہوگی سو کیجو ایسی ایسی مبارزی کی باتون سے شاہزادیکو پھسلا رہی تھی شاہزادہ نے کہا کہ ای لطیفہ بانو مین تیرے ساتھہ یہہ عہد کرتا ہون کہ جبتک شہر واقاف مین نجاؤن اور قیموس شاہ کو علانیہ گرفتار نکرون اور اوس گیسو بریدہ مہر انگیز کو اپنے قبضے مین لا کر گھوڑیکی ٹاپ کے تلے نہ روندون اور اوسکا گوشت کٹون اور اوپر والیونکو نہ کھلاؤن تبتک دنیا کا عیش و آرام مجھہ پر حرام ہی جبکہ اون کامونسے فراغت پاؤنگا اوسوقت تجھکو نکاح مین لاؤنگا اور تیری گردن مراد مین اپنے وصال کی حمایل پہناؤنگا غرض لطیفہ بانو ہر چند مانہ ہوتی تھی پر شاہزادہ اوس بات پر مطلق کان نہ لگاتا تھا تب اوس آفت جان نے یہہ تدبیر دل پر ٹھانی کہ محفل مے کشی کی ترتیب دیکر کسیطرح سے اوسے شراب پلاؤن تاکہ دماغ اوسکا نشے سے سرشار اور عقل و ہوش بیکار ہو جاوے تو یقین ہی کہ مہر انگیز کیطرف سے جو غصہ کہ اوسکے دل مین ہی فرو ہو جایگا پھر جو کہونگی سو قبول کریگا اور شربت وصال سے اپنے میرے دل مہجور کی پیاس بجھاویگا تب اوسنے ساقیان پری رخسار گلعذار کی طرف اشارت کی اونھون نے اشارہ پاتے ہی جام زرین اور شراب خوشگوار و رنگین لا کر حاضر کی لطیفہ بانو نے پیالہ بھر کر پہلے تو شاہزادیکے ہاتھہ دیا شاہزادے نے کہا ای یار غمخوار پہلے پیا اوسکا میزبان کو پھر مہانکو روا ہی لطیفہ بانو نے شاہزادیکی خاطر پہلا پیالہ اپنے لبون سے لگایا اور دوسرا جام بھر کر شاہزادیکو دیا اوسنے تکلیف ایسی محبوبہ کے کہ طبیعت اوسکی بیوفائی سے تخمر تھی پی لیا تب لطیفہ بانو نے ادھر مجلس بادہ نوشی کی گرم کرا دھر گانے بجانے کا چرچا پھیلایا



وہ جب شاہزادین کہ جنکے دیکھنے سے مہر و ماہ حیرانی کھینچین اور اونکی زلفین تابدار
دل عشاق کو [illegible] اختیار اینچین آموجود ہوئین دف و چنگ رباب و
مردنگ کا سُر ملا کے صدا ے دلکش سے گانے لگین اسوقت اگر تان سین
ہوتا تو اپنی تان بھول جاتا اور بیجو باورا باورا بن جاتا غرض گانے بجانے کا وہ
سمان بندھا کہ سارا مکان گونجنے لگا اور دلربا ونکی جلوہ افروزی سے اندر کا اکھاڑا ہو گیا

بندھا راگ کا اوسگھڑی یہہ سمان ۔ کہ تھا مست نغمے سے پیر و جوان
عجب طرح کی گٹکری دل ربا ۔ کھلی اور مُندری لیتی دل کو لبھا
انوکھی وہ تانین بہت دلکشا ۔ کہ گانیکا حق جن سے ہوتا ادا

غرض ایسے عالم محویت مین لطیفہ بانو کے کانون دل مین آتش عشق دونی
بھڑکی پر شاہزادیکی بے پروائی سے ناچار تھی کچھ بس نہین چلتا تھا پھر تین دن
تک اسی نوع سے محفل عیش و نشاط گرم رہی چوتھے روز شاہزادے نے دعا و ثنا
دیکر کہا کہ اے بانوے عالم اب چاہتا ہون کہ مجھکو رخصت فرماوے کہ راہ
سفر کی بس دور و دراز ہے اور آتش محبت تمہاری میرے خرمن جان مین
شعلہ انداز انشاء اللہ تعالی بعد حاصل ہونے مطلب کے جلد خدمت مین تیری
آ کر بوستان وصال سے گل مراد کے چنونگا اور زلال ملاقات سے تشنگی اپنے جگر
سوختہ کی بجھاونگا جب لطیفہ بانو نے دیکھا کہ شاہزادہ کسی نوع سے دام مین نہین
آتا تب دایہ کو حکم کیا کہ وہ قلعی جسمین معجون مفرح اس طاق پر دھری ہے کھانے
سے جسکے طاقت جوانی و لذت روحانی حاصل ہوتی ہے لے آ کہ ذرہ سی شاہزادیکو
کھلاؤن دایہ نے فوراً حاضر کی لطیفہ بانو نے قدرے شاہزادیکو کھلائی گلے سے نیچے
اوترتے ہی شاہزادہ بیہوش ہوگیا اور مطلق اثر حواس کا باقی نہ رہا تب اوس
ساحرہ نے ایک لکڑی کہ سانپ کی مانند تھی نکال کر اور کچھ افسون اوسپر

پڑھ شاہزادیکے مونڈھے پر ایسی ماری کہ شاہزادہ ایک آہ کھینچ چرخ کھاکر
زمین پر گر پڑا اور گرتے ہی ہرن بنگیا جب شاہزادے نے اپنی صورتکو مسوخ
دیکھا تب دل مین کہا کہ حیف یک نشد دو شد ناحق بیٹھے بٹھائے مین نے
آپکو بلا مین ڈالا اب ہاتھ سے اس جادوگر خونخوار کے مخلصی پانی مشکل ہی
غرض لطیفہ بانو نے فوراً اون شاخونپر کہ ہرن کیطرح سر پر شاہزادیکے نکل
آئی تھین زرگر کو بلواکر مرصع سنگوتیان چڑھواتین اور ایک رومال جادو
سے پڑھکر گردن سے باندھ دیا ہرچند کہ شاہزادہ بشکل آہو بن گیا تھا مگر
خصال و حواس مین فرق نہ تھا اس سبب شکر خالق کا کرتا تھا لطیفہ
بانو نے اوس ہرنکو بھی بڑی تیپ تاپ سے آراستہ کرکے درمیان اون
ہرنون کے کہ وے بھی انسان سے ہرن ہوگئے تھے چھوڑ دیا جبکہ شاہزادہ
اسطرح اوس کافر کے ہاتھ سے خلاص ہوا چمن مین سیر کنان ہر ایکطرف
بھاگنے کی راہ ڈھونڈتا تھا اور دل مین اندیشہ کرتا تھا کہ کیونکر اس باغ
سے آپکو نکالون ایسا نہو کہ شیر و پلنگ کا نوالہ ہوجاؤن ورنہ زندگی مفت مین برباد ہوجاوے

پانچوین داستان صورت اصلی پر آنا شاہزادیکا بتوجہ جمیلہ بانو کے اور دینا جمیلہ بانوکا تیر و کمان و عقرب سلیمانی شاہزادیکو اور روانہ ہونا شاہزادے کا وہان سے اور بیقرار ہونا جمیلہ بانوکا اوس کے فراق سے اور پہنچنا شاہزادیکا میدان صفا مین اور شیر سے ملاقی ہونا اوسکا

القصہ یہی اندیشہ کرتا ہوا باغ مین چرا کرتا تھا جب اسی طرح سے دس بارہ
دن گذرے ایک روز پھرتے پھرتے گوشے مین باغ کے پہنچا کہ دیوار وہاں کی
پست تھی خدا کو یاد کر ایسی جوکڑی بھری کہ باغ سے باہر نکل پڑا اور دل
سے کہا کہ اب جو ہونی ہو سو ہو جب خیال کیا تو دیکھا کہ وہی باغ ہی کہ جسمین رہتا تھا

تب سوچا کہ شاید طلسم اور جادو کا تماشا ہی غرض کہ سات بار اوسیطرح
باغ سے باہر نکلا مگر بسبب جادو کے پھر آپکو اوسی جگہہ پایا آخر رفتہ رفتہ ایک
روز ایک جگہہ پہنچا کہ وہان ایک جھروکھا نظر آیا بہزار محنت اور تردد اوسسے باہر
نکلا تب اور ایک باغ نظر آیا کہ اوسکی خوشبو سے دماغ معطر ہوگیا سیر کرتا ہوا
دیکھتا پھرتا تھا کہ اوسی عرصے مین ایک مکان عالیشان نظر آیا کہ جسمین ہزارن
دریچے اور دروازے سبکے سب بند تھے ہر ایک کھڑکی اوسکی صفائی سینۂ پریجان
کیطرح دلکشا اور ہر کیاری وہانکی نکہت انگیز و جانفزا غرض ایسا باغ کہ گلستان ارم سے
بھی لطافت مین دہ نا بلکہ باغ جنان اوسکی روش کا نمونا تھا شاہزادہ متوجہ اوس
قصر کا ہوا اور کہنے لگا کہ دیکھا چاہیے کہ یہان پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی یہی
خیال کرتا پھرتا تھا کہ ناگاہ ایک جھروکھا اوس مکان کا کھلا دیکھا اور ایک پریچہرہ
نازنین کہ رخسار اوسکے مانند لالۂ احمر کے رنگین چشم مردم فریب اوسکی غیرت آہوے
چین زلف عنبر فام اوسکی سنبل گلستان جمال اور بعد سلسل اوسکی آشفتگان
محبت کے جی کی جنجال ایک تخت مرصع زرنگار پر بیٹھی سر نکالے تک رہی ہی نظر
پڑی اوسکے جمال کی روشنی سے سارا باغ منور رہا اور اوسکے بدنکی خوشبو سے
دماغ روحانیان معطر ناگاہ اوس غزال صحراے محبوبی کی نگاہ اس آوارۂ دشت
غربت و مصیبت پر پڑی تب شاہزادے نے دل مین کہا کہ الہی یہہ بھی کوئی بلا
ہی سنگ زرد برادر شغال نہو کہ اس جگہہ مسکن اپنا بنائے ہو لیکن بظاہر
فریفتہ اوسکے جمال کا ہوکر تک رہا تھا کہ یک بیک آنکھ اوس نازنین کی
شاہزادے سے لڑی دیکھا کہ ہرن خوبصورت اور شاخین اوسکے سر کی مرصع مین
مشاہدے سے اس حال کے متعجب ہوئی اور دل مین سوچی کہ یہہ ہرن کسکا
پروردہ ہی اور کسطرح سے مخلصی پا کر بھاگ آیا ہی اوس گلبدن نے اس ہرن کے گرفتار

کرنے کا شوق بدرجۂ اتم دامنگیر ہوا تب دائی سے بولی کہ اس ہرنکو کسی طرح
گرفتار کرا ور جو کوئی اوسکو پکڑ لیگا یہہ موتی کا مالا جو میرے گلے مین ہی اوسے انعام
دونگی تب دایہ جادو پیشہ نے تھوڑی سی گھاس ہاتھہ مین لیکر اور اوسپر سحر پڑھکر
دور سے دکھانا شروع کیا شاہزادیکو تو اپنی گرفتاری پہلے ہی منظور تھی کہ کسی طرح
اوس حالت سے صورت اصلی پر آوے اور خدا کی مدد سے اوس بلا سے نجات
پاوے گھاس کو دیکھہ کر بھوکھے جانوروں کیطرح نزدیک آنے لگا دائی
نے جب دیکھا کہ یہہ ہرن بہت شوخ ہی کھانیکی لالچ سے میرے نزدیک
آتا ہی تب آہستے آہستے قدم بڑھاتی ہوئی اور بھی نزدیک آئی اور ریشمی
ڈور پڑھی ہوئی جو اوسکی گردن مین پڑی تھی پکڑ لی جب یہہ حال اوس
نازنین نے دیکھا قصر سے نیچے اوترکر اوسکے دیکھنے مین مشغول ہوئی اور
طوق مرصع اور جادو کی ڈوری اوسکی گردن مین دیکھہ کر سمجھی کہ یہہ ہرن
پرورده کسی امیرزادی کا ہی کہ اوسکے ہاتھہ سے چھوٹکر بھاگ آیا ہی غرض
وہ لڑکی کہ جمیلہ بانو نام رکھتی تھی ہرنکو دریاتے ہوتے اپنے قصر مین لائی
اور اپنے بیٹھنے کی جگہہ پر اوسے بٹھا کر اچھے اچھے میوے دامن مین بھرکر
ہرنکو کھلانے لگی جوان آہو شکل ازبسکہ بھوکھا تھا خوب آسوده ہوکر کھایا
پانی پی کے سیر ہوا پھر جمیلہ بانو کے پہلو مین سر رکھہ کر آرام کرنے لگا اور خاتون
بھی اوسکے دیکھنے مین بہت خوش ہوئی اور آہستے آہستے دست نازک
اپنا اوسپر پھیرنے لگی اور دایہ سے بولی کہ ایک ڈوری زربفت کی طیار کرکے
حاضر کر بموجب حکم کے دایہ ایک ڈوری زربفت کی لے آئی بانو نے اوسے
ہرنکو اپنے تخت کے پاے کے ساتھہ اس انداز سے باندھا کہ تخت پر
بیٹھنے سے وہ ہرن ہم آغوش رہے اس اثنا مین یکبارگی اوس

ہرن کی آنکھ سے اشک جاری ہوتے جب دائی نے دیکھا کہ ہرن زار زار
روتا ہی تب خاتون سے بولی کہ آپ کا ہرن آنکھون سے دانے اشک
کے گراتا ہی ای بانو یہہ بڑے اچنبھے کی بات ہی کہ حیوان اسطرح سے روئے
اس حکایت تازہ کے سننے سے جمیلہ بانو متعجب ہوئی اور جلدی سے
ہرن کے پاس آئی ہرن نے بھی خاتون کو دیکھکر اپنے سر کو اوسکے پانون
پر ڈال دیا اور بے اختیار رونے لگا خاتون اوسکے بدن پر ہاتھ پھیر کر
بہت سی تسلی دینے لگی اور کہنے لگی ای پیارے کسواسطے روتا ہی مین
تجھکو جان سے عزیز تر سمجھتی ہون وہ ہرن اور بھی زیادہ رونے لگا اور سر کو
پانون پر خاتون کے ملنے تب خاتون نے اپنی فراست سے دریافت کیا
کہ یہہ کام لطیفہ بانو کا ہی کہ انسانکو حیوان بناکر گرفتار کر رکھتی ہین تب
ہرن سے کہا کہ تو خاطر جمع رکھہ تجھکو ابھی صورت اصلی مین لاتی ہون یہہ
کہکر دائی سے بولی کہ معجون کا ایک حقۂ مرصع جو اوس طاق پر دھرا ہی لے آ
بموجب حکم کے دایہ نے حقۂ مرصع لاکر حاضر کیا تب بانو نے غسل کرکے کپڑے
پاکیزہ پہنے اور اوس ہرنکو بھی نہلا دھلا کر تھوڑی سی معجون اوس حقے سے
نکال کر کھلا دی کھلاتے ہی وہ ہرن بیہوش ہوگیا تب خاتون نے ایک
چھڑی مسند کے تلے سے نکالکر افسون پڑھکے اوسکے مونڈھے پر لگائی کہ ہرن
یکبارگی چرخ کھاکر زمین پر گرا اور لوٹ پوٹ کر صورت اصلی انسانی پر
آیا اور وہ ڈوری اور رومال و جواہر وغیرہ جو شاخون مین تھا سب سے جدا
ہوگیا تب شاہزادہ درگاہ مین اوس حکیم مطلق کی ہزار ہزار سجدے شکر
و احسان کے بجالایا اور بولا کہ ای خاتون تونے مجھکو پنجۂ بلا سے نجات دی
اور زندگی دوبارہ بخشی ایسی زبان کہان سے لاؤن کہ شکر تمھارے احسان کا

ادا کرون بال بال میرا آپ کے لطف و کرم کا ثنا خوان ہی تب خاتون نے
شاہزادیکو لباس شاہانہ پہنایا اوسوقت حسن شاہزادیکا ایسا چمکا کہ گویا چاند
زمین پر اوترا تن کی صفائی پیراہن سے نمودار تھی اور آثار قیامت چاک
گریبان سے آشکار تب تو جمیلہ بانو اور بھی فریفتہ ہوکر پریشان حال ہوئی اور
بولی کہ ای سرو روان بوستان خوبی اور ای نونہال گلستان محبوبی سچ کہئے
کہ آپ کون ہین اور نام آپکا کیا ہی اور کسواسطے اس طرف تشریف لائے
ہین اور لطیفہ بانو کے دام مین کیونکر گرفتار ہوئے تھے تب شاہزادے نے اپنی
سرگذشت اول سے تا آخر کہہ سنائی خاتون سُننے سے اوس ماجرائے
عجیب کے بولی کہ ای الماس روح بخش جان و دل کے آرام بخشنے والے مجھ
بیقرار سے دریافت فرما کہ ابھی چوتھائی راہ شہر واقاف کی طی نہین ہوئی ہی کہ
اتنی محنت اور حیرانی اور سرگردانی تونے اوٹھائی ابھی بہت سی راہین
خطرناک درپیش ہین اسواسطے لازم ہی کہ تو اس اندیشۂ محال اور خیال باطل
سے اپنے باز رہے اور ناحق باوصف اس جوانی کے دیوون کے ہاتھ اپنی
جان عزیز کو ہلاک نکروا وے میری بات مان کہ مفت مارا جانا مصلحت سے
باہر ہی اس میرے غریب خانے کو اپنا محل مبارک سمجھ کر یہین رہ اور جام
حیات کو بادۂ عیش و عشرت سے لبریز کر کہ مین بجان و دل تیری خدمتگذاری
مین حاضر ہون تیرے آرام کو اپنی راحت پر مقدم جانونگی اور ہر صورت سے
تیری تابعداری کرونگی شاہزادہ نے کہا کہ درست ہی آپ کا حق احسان
میری گردن جان پر اتنا ہی کہ اگر میرے بدن کی جلد سے جوتی بنا کر پہنئے تو بجا
ہی کیونکہ آپنے اوس جادوگر کے ہاتھ سے نجات دیکر دوبارہ لباس ہیکل
انسانی مجھے پہنایا مگر یہہ امید رکھتا ہون کہ چند روز کے لئے رخصت فرمائے

بعد حاصل ہونے مطلب کے شہر واقاف سے پھر کر خدمت مین حاضر
ہونگا ازبسکہ آپکی عنایت میرے حال زار پر مبذول ہی جو فرمائیگا مجھے سب
قبول ہی دل سے بجالاؤنگا اب وہانتک پہنچنے کی تدبیر جو تم سے ہوسکے سو کرو
انشاءاللہ تعالی اگر جیتا پھرونگا پھر قدم دیکھونگا اور تمھارے ساتھہ رسم ازدواج
بجالاؤنگا اور اپنے ملک مین لیجاؤنگا اور مہرانگیز سے اپنے بھائیونکا انتقام لیکر
باقی عمر عیش و عشرت مین تمھارے ساتھہ کاٹونگا جمیلہ بانو نے جب دیکھا
کہ شاہزادہ کسیطرح نہین مانتا اور اپنی ہمت سے باز نہین آتا تب ناچار شاہزادے کو
اجازت رخصت دی اور بولی کہ تیر و کمان حضرت صالح پیغمبر علیہ السلام کی اور
ایک شمشیر آبدار کہ جسکو عقرب سلیمانی کہتے ہین کہ بادشاہونکو میسر نہین اسکا
وصف یہہ ہی کہ اگر کوہ پر بھی ماریئے تو جیسے صابون سے تار گذرتا ہی پار ہوجاوے
اور ایک خنجر طیموسی حکیمون نے بڑی تدبیرون سے اوسے بنایا ہی اور خاصیت
اوسکی یہہ ہی کہ وہ جسکے پاس ہو اگر اوسپر کوئی ہزار من کا بوجھہ ڈال دے تو پیسا
بھر بھی نہ معلوم ہو اور کوئی اوسپر حربہ کرے تو بدن پر مطلق اثر نہ ہو قیمت اوسکی
پایان نہین رکھتی ہی یہہ تین چیزین تمھارے ساتھہ دیتی ہون انکو بحفاظت تمام
اپنے پاس رکھیو کہ سفر مین تمھارے بہت کام آوینگی اور یہانسے جس منزل مین
کہ تم پہنچوگے وہانسے بغیر مدد سیمرغ کے اوس ملک مین پہنچنا ممکن نہین ہی کسواسطے
کہ درمیان راہ واقاف کے سات دریا ہین اگر تمام بادشاہ روے زمین کے
اکٹھے ہووین تو بھی ہزار سال تک اوسکے ایک دریا سے عبور نکر سکین شاہزادے نے
پوچھا کہ ای خاتون مقام سیمرغ کا کہان ہی اور مین کیونکر وہان پہنچونگا جمیلہ بانو بولی کہ
ای مایہ زندگانی تو کچھہ اندیشہ نکر مین سب مقام کا پتا اور ٹھکانا بتا دیتی ہون خدا کے
فضل سے تو جلد منزل مقصود مین پہنچیگا یہہ کہکر صندوق کھول عقرب سلیمانی

اور تیر و کمان وغیرہ شاہزادیکے آگے لا حاضر کیا اور بولی کہ اب ذرہ متوجہ ہو اور کان
لگا کر سن کہ ایک منزل پر یہانسے ایک مکان ہی کہ اوسکو صفحۂ زمین کہتے ہین وہان
تجھکو ایک چشمہ ملیگا تو اوسی جگہہ منزل کیجیو اور وہان شب کو بہت جانور آتے ہین
اونمین سے دو ایک جانور کو شکار کر اپنے پاس رکھیو جب ایک شیر قوی ہیکل کہ
قد اوسکا آٹھ ہاتھہ کا ہی اور وہ تمام شیرون اور اوس جنگل کا پادشاہ ہی آویگا
تو بیخوف ہوکر دلیرانہ اوسکے نزدیک جاکر با ادب سلام کرکے ایک رومال کہ
مین تجھکو دیتی ہون اوسی سے اوسکا تمام وجود پاک و صاف کرکے وہ شکار کہ
موجود کریگا اوسکے آگے دھرکے دست بستہ ہوکھڑا رہیو جب کہ شیر کھانے مین متوجہ
ہو تو سر نیچے کر دو زانو بیٹھہ چھری سے اوسکو پارہ پارہ کر دیجیو جب وہ کھانے
فراغت کرے پھر اوسی رومال سے اوسکا منہہ ہاتھہ صاف کر دیجیو وہ شیر
تجھپر بہت خوش ہوکر مہربانی فرماویگا اور اوسکی دہشت سے اور کوئی جانور
تجھکو نہ ستائیگا باقی شب بخوشی و خرمی گذریگی اسی طرح تمام راہ شیر کی
خدمت کرتا چلا جائیو دو تین منزل کے بعد پھر وہان تجھکو دو راہہ ملیگا
خبردار راہ چپ مین نجائیو دست راست کا راستا پکڑیو آگے ایک قلعہ
زنگیونکا کہ نام اوسکا خماشہ ہی اور چالیس خونخوار حبشی کہ ہر ایک اونمین سے
پانچ ہزار زنگی کا سردار ہی اوسکے دروازے کی نگہبانی مین رہتے ہین اور
وہ قلعہ زنگیان مشہور ہی سردار وہانکا طرم طاق نام رکھتا ہی اگرچہ وہ بڑا
خونخوار ہی مگر اوس رومال اور شمشیر کی برکت سے وہ بھی تجھپر مہربان رہیگا
بہت الفت اور محبت کریگا ایک دو دن وہان رہکر آگے جائیو پھر اوس منزل
کے آگے سیمرغ کے مکان مین پہنچیگا خدا چاہے تو وہ بھی ان چیزونکی برکت سے
تیری فرمان برداری کریگا بلکہ اوسی کے وسیلے سے تو ملک واقف ہین

پہنچیگا لاکن خبردار ہمارے کہنے سے سرمو تفاوت نکیجو الغرض جمیلہ خاتون نے سب طرح سے سمجھایا اور راہ بتاکر آگاہ کیا تب ایک گھوڑا پری زاد اوسکی سواری کے لیتے اصطبل سے منگوایا شاہزادہ سوار ہو وہان سے ملک واقاف کو روانہ ہوا جمیلہ بانو اوسکے فراق سے بیقرار ہوکر شاہزادیکے پیچھے چلی جب کہ شاہزادہ تین کوس راہ طی کرچکا پھر کر کیا دیکھتا ہی کہ جمیلہ بانو بے اختیار ساتھہ چلی آتی ہی ناچار اوسی جگہہ بخاطر سے خاتونکی منزل کر اسباب محفل اور نشاط کا موجود کر تمام رات بادہ نوشی مین بعیش وعشرت جمیلہ بانو کے ساتھہ کاٹی اور بہت سی تسلی دی صبح ہوتے خاتون کو مکان پر روانہ کر آپ راہ منزل کی لی جمیلہ خاتون فراق سے شاہزادیکے یہانتک بیقرار ہوئی کہ سیماب اوسکے اضطراب کو دیکھہ کر آب آب ہوا اور برق بیتاب

نظم

یہان تک وہ روئی غم یار سے / کہ دریا بہا چشم خونبار سے
غم ہجر سے یہہ ہوا اوس کا حال / کہ تھی زندگی اوسکے دلپر وبال
ہوا خواب و خور اوسکے اوپر حرام / نہ تھا غیر زاری اوسے اور کام
وہ صورت جو تھی گل سی مرجھا گئی / جدائی تماشا یہہ دکھلا گئی
نہ ہنسنا کسی سے نہ کچھہ بولنا / سدا اب اندوہ کو گھولنا
اگر شام کھانا سحر کچھہ نہین / تن اپنے کی اوسکو خبر کچھہ نہین
جگر سے سدا آہ اوسکے اوٹھے / کبھے تو ہوائی سی منہہ پر چھٹتے
ذرا نام طاقت نہ تن مین رہا / فقط جی کا دھڑکا بدن مین رہا

ادھر تو جمیلہ خاتون شاہزادیکی جدائی سے اوس حال تباہ کو پہنچی اور اودھر شاہزادہ منزل بمنزل راہ طی کرتا ہوا صفحۂ زمین پر جا پہنچا وہان دو راہہ ملا تب جمیلہ بانو کا کہنا شاہزادیکو یاد آیا اور وہین مقام کر دام

چھپا منتظر شکار کے آنے کا تھا کہ اتنے مین جب پہر ایک رات
گذری تھی سب جنگل کے جانور وہان آئے شاہزادے نے کئی ایک جانورون کو
شکار کر اپنے پاس رکھ چھوڑا دو پہر رات گئے وقت سب جانور اوس جنگل کے
نکل گئے وہ ایک شیر جسکا قد اُسی ہاتھ کا تھا آپہنچا نہایت قبول صورت
کہ کسی نے اپنی عمر مین نہین دیکھا تھا تب شاہزادے نے دلیرانہ نزدیک اوسکے
جا کر سلام کیا اور آداب بجا لا کر دعا دی شیر بھی شاہزادے کے نزدیک آیا شاہزادے نے
جلدی اوسی رومال سے کہ جو خاتون نے دیا تھا منہہ ہاتھ شیر کا گرد و غبار
سے جنگل کے پاک و صاف کر دیا اور وہ شکار جو کہ موجود رکھا تھا آگے
وہ شیر کی سے ٹکڑے کر سامھنے رکھتا گیا شیر کھانے مین مشغول ہوا اور
ہمراہ اوسکے جو شیر تھے سب ہر چہار طرف سے حلقہ باندھ کر بیٹھے اور شاہزادہ
دست بستہ استادہ تھا جب شیر نے کھانے سے فراغت پائی تب
نوش اوسکا اور شیرون نے نوش جان کیا شاہزادے نے پھر رومال سے
منہہ ہاتھ شیر کا صاف کر دیا تب شیر نے شاہزادے کو کنار مین لیکر بہت
تسلی دی اور فرمایا کہ اب تم بے خوف یہان رہو اور ایک شیر کو شاہزادہ
کی چوکی کے لئے رکھ کر چلا گیا غرض رات آرام سے گذری صبح کو اوس شیر
نے بھی جنگل کی راہ لی

پہنچنا شاہزادے کا قلعہ زنگبار پر اور جنگ
کرنا زنگیون سے اور مارا جانا طمطراق بادشاہ کا شاہزادے کے
ہاتھ سے اور اوسکی لڑکی سے نکاح کر کے روانہ ہونا شہر واقافکو

القصہ شاہزادہ سجدہ شکر جناب الٰہی میں بجا لا کر گھوڑے پر سوار ہو
روانہ ہوا جب کہ نزدیک دو راستے کے پہنچا غور کرنے لگا کہ اب کس

راہ مین جانا مناسب ہے راہ چپ مین مخاطرہ بہت ہی بہتر ہی کہ راہ راست
مین جاؤن یہہ بات ٹھان خدا کو یاد کر آگے چلا جبکہ دو تین منزلین
طی کر چکا تب ایک قلعہ رفیع الشان کہ جسکے برجون پر توپین پایہ پر
چڑھی ہوئین اور جنگی سامان طرح طرح کا دیوارون پر موجود تھا نظر آیا
چاہا کہ وہان سے پھرے لاکن جوانمردی سے بعید جانکر کہا جو ہونی ہو سو ہو
غرض کہ رفتہ رفتہ اوس قلعے کے دروازے تک جا پہنچا عجیب قلعہ نظر آیا
کہ پادشاہان روے زمین نے کبھی خواب و خیال مین نہ دیکھا تھا رفعت
مین آسمان کا ہمسر اور عظمت مین کوہ کے برابر اور اوسکے قریب ایک
درخت عظیم الشان نہایت سایہ دار تھا شاہزادہ اوسی درخت کے نیچے
گھوڑیکو باندھکر آپ زین پوش بچھا تفریح طبع کے لیے بیٹھا اوس قلعے کی نواح
کو دیکھ رہا تھا کہ ناگاہ قلعے سے کئی زنگی نمودار ہوے اور شاہزادیکو دیکھ کر
بہت خوش ہو آپس مین چرچا کرنے لگے کہ آج بعد مدت کے آدم زاد یہان آیا
ہی ہمارے پادشاہ طرم طاق کو گوشت آدمی کا بہت مرغوب طبع ہی چاہیے
کہ اس جوانکو پکڑکر اوسکے پاس لیجائین یہہ مصلحت کر دس بارہ زنگی شاہزادے
کے نزدیک آکر اوسکے پکڑنے کا ارادہ کرنے لگے تب شاہزادے نے زنگیون سے
کہا کہ تم مجھے کس لیے پکڑتے ہو زنگیون نے کہا کہ تجھے اپنے پادشاہ کے پاس
لیجاینگے کہ وہ گوشت آدمی کا بڑی رغبت سے کھاتا ہی اس خدمت کی
عوض وہ ہمکو انعام دیگا جب شاہزادے نے زنگیون سے یہہ سنا اور نوبت
بجان دیکھی تب فوراً عقرب سلیمانی اپنی کمر سے کھینچ کر زنگیون کے
ہاتھ صاف کرنا شروع کیا اور دم بھر مین ایک ایک کو دشت عدم کیطرف
روانہ کیا اسی طرح جب بہت سے زنگی واصل جہنم ہوے تب یہہ خبر

طرم طاق کو پهنچی اوسنے چلماق نام ایک زنگی کو که اوسکے لشکر کا سپهسالار
اور بڑا زور آور تها شاہزادیکی گرفتاری کے واسطے متعین کیا چلماق چہار
طرف سے زنگیونکا لشکر ساتهه لیے مانند ہجوم زنبور کے شاہزادیکے سر پر
ملک الموت کیطرح آپهنچا شاہزادینے دیکهکر کہا که خدا خیر کرے یهه کالی بلا
کہان سے آئی ہی که اسی عرصے مین چلماق نے شاہزادیکے نزدیک آکر کہا که
ای بد بخت تیرا کیا مقدور ہی که قدم اس سرزمین مین رکهے اور اتنے زنگیونکو
برباد کرے شاہزادینے جب یهه کلام سخت چلماق سے سنا غصے سے عقرب
سلیمانی کمر سے کهینچ نزدیک اوسکے آیا اوس زنگی دیو سیرت نے بجلدی
سے ایک گرز گهما کر شاہزادیکے سر پر چلایا که جسکی دهمک سے زمین
کانپنے لگی اور ہاتهه بڑها کر شاہزادیکو بغل مین دبا لیا اور چاہا که اوسے
پکڑ کر طرم طاق کے پاس لیجاوے شاہزادینے اپنی کمر سے خنجر طهموسی
نکال بغل سے چلماق کے ناف پر ایسا کاری مارا که بهنبهنا کر اوچهل گیا
اور زمین پر گر پڑا جب یهه خبر طرم طاق کو پهنچی غصے سے بہت فوج زنگی
کی ہمراه لیکر آپهنچا اور بہتیرے زنگیونکا سر کٹا ہوا دیکهکر نہایت جهنجهلایا اور
اراده کیا که شاہزادیکو پکڑ کر قلعے مین لیجاوے شاہزاده جنگ سے
زنگیونسے که مانند موج کے تهے اور بعد مارے جانے ایک سے دس پیدا
ہوتے تهے نہایت مانده ہوگیا تها اوسوقت اوسنے کچهه بن نہ پڑی که اس اثنا
مین وه شیر عجیب دان که جسکی خدمت شاہزادے نے کی تهی یکایک جنگل
سے نکل ہزاروں شیر ہمراه لیکر زنگی کیطرف آیا زنگی نے جب لشکر شیر کا
دیکها تب دل مین اپنے کہا که یهه آدم زاد نہیں ہی بلکه آفت آسمانی که قہر
الہی سے مجهه پر نازل ہوئی ہی یهه کهکر چاہا که قلعے کے اندر گهسے شاہزادے

رستم کی مانند گھیر لیے زنگیون کے نکل کر ضرب شمشیر سے تمام زنگیونکو
خاک و خون مین گرایا اور اونکے خون سے میدان مین سیلاب بہایا ناگاہ نظر
شاہزادیکی اطرم طاق پر کہ بڑا ہی قوی ہیکل تھا جا پڑی قد اوسکا ستون
کی مانند بلند تھا ایک گرز فولادی کاندھے پر لیے اور کہی ہاتھ مین
اوٹھائے قلعے کے اندر جاتا تھا تب دلمین کہا کہ خدا حافظ یہہ بڑا ہی
موذی ہی فوراً شاہزادے نے دوڑ کر کہا کہ خبردار کہان جاتا ہی ذرا ٹھہر
جبکہ شاہزادیکی للکار زنگی نے سنی کہا کہ ای آدمزاد خوش آمدی ایک ہی ضرب
گرز سے تیرے بدنکی ہڈیان نرم اور دم بھر مین تیری پسلیان چکنا چور
کرتا ہون یہہ کہکر ہر چند خوف اوسپر غالب تھا تسپر بھی حملہ کیا اور
گرزکو گھماکے شاہزادے پر مارا شاہزادے نے گھوڑیکو اسطرح کاوا دیا کہ گرز
کی ہوا بھی اوسکے بدن سے نہ لگی اور مطلق ضرب نے سرو کار نہ رہا اور گرز
ہاتھ سے اوسکے چھوٹ کر زمین پر گر پڑا اطرم طاق نے معلوم کیا کہ آدمزاد
گرز کی ضرب سے پیوند زمین ہوگیا ہوگا اس لیے اوسکی تلاش مین زمین کو
کھودنے لگا اور کہتا تھا کہ ای آدمیزاد کہان ہی اور کیا خیال رکھتا ہی
اس عرصے مین شاہزادہ دوسری طرف سے گھوڑیکو کاوا دیکر اوسکے
سامھنے آیا اطرم طاق نے دیکھا کہ شاہزادہ تو زندہ ہی پوچھا کہ اوس زخم
کے صدمون سے تو کیونکر جان بر ہوا اگر کوہ بھی ہوتا تو وہ بھی ریزہ ریزہ ہو جاتا
شاہزادے نے جواب دیا کہ حق تعالی نے مجھکو تیرے ضرب سے بچایا یہہ سنکر
اوسنے چاہا کہ پھر گرز کو اوٹھاوے اور شاہزادے پر مارے شاہزادے نے
فرصت پاکر عقرب سلیمانی کو نکال سر پر اوس بلائے سیاہ کے ایسا مارا
کہ ایکبارگی جہنم کو پہنچا

نظم

لڑا اس طرح سے وہ میدان مین | کہ بہنے لگا خون پایان مین
زمین خون زنگی سے تھی لالہ زار | دم تیغ تھا جیسے صابن پہ تار
جہان جسکی گردن پہ خنجر دھرا | وہان خون کا فوارہ اوسسے بہا
لگایا جسے تیر خارا شگاف | ہوا پار سینے سے اوسکے وہ صاف

غرض شیرونکا بادشاہ جو مدد کو آیا تھا شاہزادیکی جوانمردی دیکھکر بہت تحسین اور آفرین کرنے لگا اور شاہزادے نے پھر اوسی رومال سے شیر کا منھہ اور بدن صاف کردیا شیر شاہزادیکو ہمراہ لیکر قلعے کے اندر گیا وہان ایک باغ پاکیزہ کہ باغ فردوس سے بھی سبز و خرم تھا دیکھا القصہ شاہزادے کی طبیعت دیکھنے سے اوس باغ کے نہایت شاد ہوئی طرحدار ایک لڑکی کہ ملاحت جسکے چہرے کی نمک پاش زخم جگر عشاق تھی وہان نظر پڑی شاہزادیکو شیر کے ہمراہ دیکھکر اوٹھہ کھڑی ہوئی تعظیم کرکے قدم بوس ہوئی اور تخت پر بیٹھایا اسباب کھانے پینے کا حاضر کیا بعدازان اوس حسینہ نے شاہزادے سے کلمہ محمدی سیکھا اور دین اسلام قبول کیا پھر بولی کہ ای شاہزادے مین آج سے تیری پرستاری مین حاضر ہون ہرگز تجھہ سے جدا نہونگی اب جہان تو جاویگا وہان تیرے ساتھہ چلونگی تب شاہزادےنے کہا کہ ای مایۂ زندگانی مین مہم عظیم درپیش رکھتا ہون جب شہر واقاف سے پھرونگا تب تجھہ کو ہمراہ اپنے شہر مین لیجاؤنگا میرے پھر آنے تک تو اپنے باپکے تخت پر سلطنت کر اور ملک کی خبرداری مین مصروف رہ اور اوسکی حفاظت کے لیئے ایک شیر کی اجازت چوکی مین رہنے کے واسطے اوس شیرون کے شہنشاہ سے چاہی شیر نے قبول کیا تب شاہزادہ ایک گھوڑا زنگی کے طویلے سے موافق پسند کھول کر اوسپر سوار ہو وہان سے روانہ ہوا ۴ ۴ ۴ ۴

ساتوین داستان پہنچے مین شاہزادیکے سیمرغ کے مکانپر اور مارا جانا اژدہاے خونخوار کا ہاتھہ سے شاہزادیکے اور بچانا سیمرغ کے بچونکو اژدہاسے اور سیمرغ کی امداد سے ملک واقاقین پہنچنا

غرض دو تین مہینے کی راہ طی کر چکا تھا کہ ایک میدان باغ بہشت سا نظر آیا کہ طرح طرح کے گل اوسمین کھلے ہوئے ہوائے گل سے مشام معطر اور نسیم مشک بیز سے دماغ معنبر سبزہ لہلہایا ہوا لالہ ڈہڈہایا ہوا قمری کی آواز موزون سے سرو تحسین کے لیئے جنبش مین تھا اور بلبلونکی صفیر سنجی سے غنچہ ساتھہ گل کے آویزش مین نہرین وہانکی زلال کوثر کا نشان اور اوسکے چشمون سے آب مصفا روان شاہزادہ دیکھنے سے اوس صحرا کے متعجب ہوکر ایک درخت کے نیچے کہ بہت بلند تھا بیٹھا اوس درخت مین رنگا رنگ پھول اور پھل لگے تھے اور ایک حوض سنگ مرمر کا بہت لطافت سے بنایا ہوا پانی اوسکا ایک طرف سے آکر دوسری طرف سے نکل جاتا تھا شاہزادیکو مشاہدے سے اون چیز وںکے یاد آیا کہ جمیلہ بانو نے جو نشان سیمرغ کے مکانکا بتایا تھا شاید یہی ہوگا تب گھوڑے پر سے اُتر کر اوسے چرائی کے لیئے چھوڑ دیا اور آپ حوض مین اوتر غسل کر اسباب کھانے کا جو کہ موجود تھا نوش جان فرمایا اور اوس درخت کے سایہ مین باسودگی تمام آرام فرمایا ماندگی کے سبب غافل سوگیا ناگاہ گھوڑا شاہزادیکا ہنہناتا اور شور کرتا ہوا دہشتناک ہو شاہزادیکے بالین پر آیا اور تاپنے لگا اوسکی آواز سے یکایک شاہزادے کی آنکھہ کھل گئی دیکھا کہ ایک اژدہا پہاڑ کی مانند سر اوٹھائے ہوئے اور شکم کو زمین پر ملتا ہوا چلا آتا ہی بڑے بڑے پتھر جو اوسکے نیچے آتے ہین پسکر سرمہ ہو جاتے ہین ہیبت ناک ہوکر اسحق پیغمبر کی کمان جو اُسکے پاس

تھی قربان سے نکال کر اور ترکش سے ایک تیر لے چلّے پر چڑھا چُپ
لگائے گھات مین بیٹھا جبکہ اژدہا پھن اُٹھائے ہوئے نزدیک درخت
کے آپہنچا اور چاہا کہ اوس درخت پر جاوے شاہزادے نے نشانہ کر کے
ایسا تیر کاری لگایا کہ ایک ہی تیر سے کفچہ اُسکا مجروح ہو گیا تب غصے سے
اپنے سر کو زمین پر پٹکنے لگا بعد ایک ساعت کے شعلہ آتش کا اُس کے منہ سے
نکلا کہ جسکی روشنی سے سارا میدان روشن اور گرم ہو گیا اور اوسی
حالت غصہ مین شاہزادے کیطرف متوجہ ہو کر چاہا کہ اپنے دم کے ساتھ
شاہزادیکو بھی کھینچ لے مگر شاہزادے نے آپکو اسکے دم کے حصار سے الگ
نکالا اور جوانمردی سے اور بھی ایک تیر اوسکے گلے پر مارا پر وہ تیر کاری نہ لگا
تب شمشیر نکال کر اللہ اکبر پڑھ ایک ہی ضرب مین اُس موذی کا کام
تمام کیا شاہزادہ زہر کی حرارت سے بیہوش ہوگیا بعد دو چار ساعت کے
ہوش مین آکر اپنا تمام بدن خون سے آلودہ دیکھکر سجدات شکر پروردگار
کی درگاہ مین بجالایا اور حوض مین اُترکر غسل کیا سارا بدن خون سے
صاف کر کے کچھ ناشتا کر لب حوض جا بیٹھا اور دیکھا کہ اوسی درخت پر
سیمرغ کا آشیانہ ہی اوسکے بچے گھونسلے سے سر نکال کر اژدہا کی لڑائی
دیکھ چکے تھے پر بھوکھ کے مارے بلبلاتے اور شور مچاتے تھے شاہزادے نے
اوسی گوشت کو ریزہ ریزہ کر تمام اون بچونکو کھلا دیا بچے گوشت کھا کر آسودہ
ہو سو گئے اور شاہزادہ بھی ماندگی کے سبب حوض کے کنارے پر غافل
سو گیا اوسی عرصے مین جوڑا سیمرغ کا جو طعمے کی تلاش کو گیا تھا آپہنچا لیکن
بچونکی آواز نہ پاکر سیمرغ نے سوچا کہ یہہ جوان جو سویا ہی یہی ہمارے بچون کو
مار کر کھا گیا ہی اور اسی طرح سے ہمیشہ آکر ہمکو ستاتا ہی آج اسکو ہلاک کرنا

مناسب ہی یہہ خیال کرکے کئی ہزار من کا پتھر پہاڑ سے جنگل میں اوچھالا یا
اور چاہتا تھا کہ شاہزادے پر چھوڑ دے کہ مادہ سیمرغ کی بولی پہلے اپنے گھر میں
بچونکو دیکھو بعد اوسکے کسیکے مارنے کا قصد کرو اگر ایک بیگناہ کو خون کرنا قیامت
مین گرفتار عذاب ہونا ہی یہہ بات سیمرغ کو بہت پسند آئی اپنے گھونسلے پر
گیا دیکھا کہ بچے سب آرام سے چین سے سوتے ہین مگر سیمرغ کے جاتے ہی جاگ
اوٹھے اور تمام احوال اژدہا کی لڑائی کا شاہزادیکے ساتھہ اور گوشت کھلانا
بیان کرکے کہا زنہار آپ اوسکو ہلاک نکیجے اوسنے ہماری جان بچائی
ہی جبکہ سیمرغ نے بچونکی زبانی شاہزادیکے مہربانی کی حقیقت سنی اوسکی
ہمت اور شجاعت پر ہزار تحسین و آفرین کرکے دل مین کہا کہ اس
جوان نے ہم پر بڑا احسان کیا ہی مناسب ہی کہ مین بھی اوسکے عوض
نیکی کرون یہہ کہکر درخت سے نیچے اُترکر شاہزادیکے نزدیک آیا اور اپنے
پرون سے شاہزادے پر سایہ کئے بیٹھا رہا جب شاہزادہ خواب سے بیدار
ہوا تب نہایت شفقت سے استفسار حال کیا کہ تجھہ پر ایسی کون مہم
مشکل پڑی ہی کہ جسکے لئے تو یہانتک آیا کہ جہان انسان و حیوانکی طاقت
نہین لیکن تونے مجھہ پر بڑا احسان کیا ہی کہ میرے بچونکو ایسے دشمن
خونخوار کے ہاتھہ سے بچایا ہی اب تیرا مطلب کیا ہی بیان کر کہ اوسکے حاصل
کرنے مین کوشش کرون شاہزادے نے تمام سرگذشت اور مطلب سیمرغ
سے بہ شرح وار بیان کئے تب سیمرغ نے کہا کہ ای شاہزادے لازم ہی کہ تو
چند روز یہان توقف کرے اور اسباب سفر اور زاد راہ جو مین تجھے
بتلاؤن بہم پہنچاوے پھر کہین چلنے کی تدبیر ہوگی شاہزادے نے کہا آپ جلد
فرمائیے کہ مین طیاری کرون سیمرغ نے کہا کہ ای جوان یہان گو رخ بہت

آتے ہین تو انمین سے دو جانور کو شکار کر کے اونکے گوشت کا کباب اور پوست کی مشک بنا کر پانی سے بھر کے ہمراہ رکھہ لے جبکہ مین اپنے بازو پر تجھکو سوار کر کے عبور دریا کرونگا تب محنت سے بہت ناتوان ہو جاؤنگا اسوقت وہی کباب اور پانی مجھکو دیا کیجو اسطرح سے سات دریا پار ہو کر شہر واقاف مین پہنچونگا شاہزادے نے جلدی سے سیمرغ کے کہنے کے بموجب سات گورخر شکار کیئے اور کئی مشکین پانی سے بھرین اور زاد راہ طیار کر کے سیمرغ سے اظہار کیا تب سیمرغ نے کہا تو مجھہ پر سوار ہو اور ایک دریا پار ہونے کے بعد اسیطرح کھانیکو دیجیو تب شاہزادہ توشے سمیت سیمرغ پر سوار ہو کر شہر واقاف کو روانہ ہوا جب ایک دریا سے گذر کر خشکی پر پہنچا تب سیمرغ کو وہی کباب کھلاتا اور پانی پلاتا غرض تھوڑے دنونمین اسیطرح ساتون دریا پار ہو کر شہر واقاف مین جا پہنچا تب سیمرغ شاہزادے سے بولا کہ ای شاہزادے تو نے جو احسان مجھہ پر کیا ہی تمام زندگی مین اوسکا بدلہ ادا نکر سکونگا اور مین نے تجھکو اپنا فرزند کہا ہی اسواسطے اتنی محنت اوٹھا کر یہانتک آیا یہان سے شہر واقاف کو راستا جاتا ہی اب یہ کئی پر جو مین تجھکو بازو سے نکالکر دیتا ہون اپنے پاس رکھہ جسوقت کہ تجھہ پر کوئی گاڑھہ پڑے یا کوئی مشکل کام پیش آوے تب اسکو آگپر رکھکر جلائیو فوراً مین اپنی فوج کو ہمراہ لیکر تیرے پاس حاضر ہونگا یہہ کہکر ایک دانہ مروارید بے بہا شاہزادے کو دے کر سیمرغ اوس مقام سے رخصت ہوا

اٹھوین داستان پہنچنا شاہزادیکا شہر واقاف مین اور ملاقی ہونا فرخ فال سے اور فائز ہونا صنوبر شاہ کے خدمت مین اوسکے ذریعے سے اور صنوبر شاہ شاہزادے

اور تحقیق کرنا صنوبر شاہ سے ماجرا گل کا

القصہ شاہزادہ نے شہر واقاف کا رستا پکڑا جبکہ دو تین منزلیں راہ کی
طی کر چکا تب دور سے ایک بڑا حصار نظر آیا بعد تین روز کے اوس
قلعے کے دروازے پر پہنچا اور خدا کو یاد کر اوسکے اندر جا کر کوچہ و بازار اور شہر میں
گلگشت کرنے لگا اور اوسکی آراستگی دیکھ کر قیافے سے معلوم کیا کہ شہر
واقاف کا قلعہ یہی ہی مگر یہہ سوال جہانگیر کا جو مانند الہام غیبی کے ہی کسے پوچھو
اور کشف اسرار کیونکر ہووے یہی فکر کر رہا تھا کہ یکایک ایک جوان سے کہ نام اوسکا
فرخ فال تھا ملاقات ہوئی شاہزادہ نے اوس سے خوب لگاوٹ کر کے یہاں تک
دوستی بہم پہنچائی کہ اگر وہ ایک گھڑی شاہزادہ کو نہ دیکھتا بیقرار ہو جاتا القصہ ایکروز
شاہزادے نے بات باتوں پوچھا اے یار گل با صنوبر چہ کرد اگر اسکی حقیقت
سے تو کچھ واقف ہی تو مجھ سے بیان کر جوان اس بات کے سنتے ہی غصے
سے غرق ہو گیا اور چشم غضب سے شاہزادے پر نظر کر کے بولا کہ اگر میرے
ساتھ رابطہ دوستی نہوتا تو ابھی تیرا سر تن سے جدا کر ڈالتا شاہزادے نے اس بات کے
سننے سے نہایت خوف کھایا اور دریافت فرمایا کہ یہہ جوان اوس راز نہانی
سے واقف ہی تب شاہزادے نے کہا کہ اے یار میرے قتل سے تجھکو کیا فائدہ
ہوگا اگر کچھ فائدہ ہو تو میں حاضر ہوں لیکن پہلے اوس راز سے واقف کر
کہ جی میں ارمان باقی نرہے اوس جوان نے شاہزادے کو مشتاق دیکھکر
کہا کہ خیر کسی وقت کہونگا تب شاہزادہ منتظر وقت رہا کہ دیکھئے کس وقت
مجھکو اس ماجرے سے واقف کرے کہ جیکو آرام آوے غرض ایکروز شاہزادہ
نہایت آرزومند دیکھکر کہا اے شاہزادے صنوبر اس شہر کا بادشاہ
ہی اور گل اوسکی شاہ بیگم کا نام ہی مجھکو اتنا ہی معلوم ہی لیکن گل با صنوبر

چہ کرداوسکے کچھہ مطلع نہین ہون اور بادشاہ نے تمام شہر مین یہہ حکم
دیا ہی کہ جو کوئی مسافر گل کا نام اور ہماری حالت پوچھے فوراً اوسکو قتل
کر ڈالو مین نے بپاس محبت تجھکو چشم نمائی کی پر اوس راز نہان سے
سواے بادشاہ کے دوسرا کوئی واقف نہین ہی انشاءاللہ تجھکو بادشاہ کے
حضور مین لیجاتا ہون اوسوقت یہہ عقدۂ مشکل تجھہ پر حل ہو جائیگا غرض
وہ جوان داناکہ نزدیک پادشاہ کے قدر و منزلت رکھتا تھا ایکدن شاہزادیکو
اپنے ساتھہ حضور مین لیگیا اور عرض کی کہ جہان پناہ یہہ مرد مسافر راہ دور و دراز
سے آپکی نیکنامی اور غربا پروریکا آوازہ سُنکے پرورشکی امید سے حضور مین حاضر
ہوکر امیدوار سرفرازی کا ہی بادشاہ نے اوسکی صورت اور وجاہت کو
دیکھکر بہت خوش ہو حاضر باشی کا حکم فرمایا تب شاہزادی نے وہی دانہ مروارید
کا کہ سیمرغ نے دیا تھا بطریق نذر تسلیمات بجالاکر بادشاہ کو دیا بادشاہ ایسے
دُر بے بہا کے پانے سے کہ تمام پادشاہت جسکی قیمت تھی اور بڑے بڑے بادشاہونکو
میسر نہ تھا بہت خوش ہو شاہزادے سے پوچھنے لگا کہ یہہ دانہ مروارید کا تو کہان سے
لایا اوسوقت شاہزادی نے دروغ مصلحت آمیز کے سواے اور کچھہ چارہ نہ دیکھکر
کہا ای بادشاہ مین قوم کا تاجر ہون اور سوداگری میرا پیشہ ہی بہت سا موتی
اِس قسم کا اپنے وطن سے لیکر حضور مین حاضر ہونیکا ارادہ کرکے چلا تھا کہ
راہ مین ایک قلعہ زنگیونکا نظر آیا جب مین اوسکے اندر گیا اون کافر
زنگیون نے میرا تمام مال و متاع لوٹ لیا یہانتک ستم کیا کہ پانی پینے کے لئے
ایک پیالہ بھی نہ چھوڑا البتہ یہہ موتی کہ فدوی حضور مین نذر لایا ہی بازو پر بندھا تھا
اِس سبب سے اونھین نظر نہ آیا اور میرے پاس رہ گیا تب صنوبر شاہ نے
شاہزادیکے حال پر اور بھی نوازش فرمائی اور اسباب خورونوش موجود کیا

رسم مہمانداری و غریب نوازی جیسا چاہئے بجالایا اور شاہزادیکو اپنا دوست
بنایا یہانتک کہ اگر ایک روز شاہزادیکو ندیکھتا بیقرار ہوجاتا اور بے چین رہتا
القصہ ایکروز بادشاہ نے شاہزادے سے پوچھا کہ ایدوست جو آرزو کہ
تیرے دلمین ہی ظاہر کر کہ مین اوسکو بخوبی انجام کرونگا تب شاہزادے نے
کہا کہ ایسا وقت پھر کب ہاتھ آویگا مناسب اور مصلحت یہہ ہی کہ اپنے مطلب
کو خلوت مین اظہار کرون تب شاہزادیے عرض کیا کہ جہان پناہ مین اپنا
احوال خلوت مین عرض کرونگا صنوبر شاہ اوسیوقت دربار عام سے
اوٹھکر خلوت خانیمین تشریف فرما ہوئے اور شاہزادے سے کہا کہ اب
اپنا احوال بیان کر تب شاہزادینے عرض کیا کہ اگر میری جان بخشی ہو تو
مافی الضمیر بیان کرون بادشاہ نے فرمایا کہ جا تیری جان بخشی کی
تب شاہزادینے آداب بجالا کر یون کہا کہ ای جہان پناہ مین نے کسی کی
زبانی سنا ہی کہ گل با صنوبر چہ کرد اوسی دن سے اوس احوال کے دریافت
کرنیکے لئے بہت سی خرابیان اور مصیبین کھینچتا ہوا یہانتک آپہنچا اور شرف
ملازمت سے بہرہ ور ہوا اور حضور پرنور کے دیدار سے کامیاب اب امیدوار
ہون کہ اوسکی حقیقت سے اس مسافر کو سرفراز فرمائیے شاہ صنوبر اس
کلام کے سنتے ہی پرکالہ آتش ہوگیا اور بولا ابھی تیرا سر تن سے جدا کر ڈالتا
مگر کیا کرون پہلے حکم جان بخشی کا دے چکا ہون اس سبب سے مجبور ہون
پر تجھکو بھی مناسب ہی کہ اس خیال محال سے باز رہے کسواسطے کہ یہہ راز
مخفی قابل کہنے کے نہین ہی تب شاہزادینے عرض کیا کہ اگر نوازش اور کرم
بادشاہی مجھ مسافر پر مد نظر ہی تو ارشاد کرنا اوس حقیقت کا لازم ہی کسواسطے
کہ خود جہان پناہ حکم دے چکے ہین کہ جو کچھ ارادہ رکھتا ہو عرض کر اب بادشاہ ناعلاج

مسافر سوا اوسکے اور کچھہ مطلب نہین رکھتا شاہزادیکے کلام سے بادشاہ نے ناچار ہو سوا بیان کرنیکے اور چارہ نہ دیکھا اور خاموش ہو رہا اتفاقا ایکروز محفل جشن آراستہ ہوئی اور وہان چرچا گانے بجانیکا اور شغل مے نوشی کا ہوا ساقیان گلرخ بلورین پیالونمین رنگین شرابین بھر کر پلانے لگے اور مطربان لالہ عذار نئی نئی تانین دلکش سنانے بادشاہ نشے سے شراب کے سرشار تھا کہ اوسی حالت مین ایک پیالہ شراب سے بھر کر شاہزادیکو دیا شاہزادہ آداب بجالایا اور دست مبارک سے پیالہ لیکر پینے لگا غرض آپس مین باہم بادہ پیمائی کرنے لگے جبکہ نشے نے خوب ہی طلوع کیا شاہزادینے بے حجاب ہو ایک ستار اوٹھالیا اور تارون کو ملا کے گتین ایسی بجائین کہ اہل محفل بیخود ہو گئے اور یہہ غزل پر درد ایسے طرح سے گائی کہ سننے والونکے دم پھڑک گئے غزل

یہہ نہ جانو کہ مری آنکھون سے آنسو ٹپکا
نشتر عشق لگا جس سے یہہ لوہو ٹپکا

صبحدم قطرۂ شبنم نہین ٹپکے گل سے
شرم سے تیری عرق ای مرے گلرو ٹپکا

شب وصل اوسکی جو یاد آئی مجھے کلکی رات
اولٹی ساحری مژگان کا ہر مو ٹپکا

تونے بالون کو نچوڑا جو نہاتے ظالم
ابر نیسان کی طرح ہر بن گیسو ٹپکا

برہمن عشق بتانکی ہوئی لذت معلوم
پکّے پھوڑے کیطرح جب دل بدخو ٹپکا

تب بادشاہ نے شاہزادیکو نزدیک بلا کر کہا کہ تیرے گانے بجانے سے ہم بہت خوش ہوئے اب تجھکو جو کچھ درکار ہو طلب کر مین دیتا ہون تب شاہزادینے کہا ای جہان پناہ سوا اوس سوال کے یہہ اور کچھ مطلب نہین تب بادشاہ نے لاچار ہو کر فرمایا کہ ای مسافر تو پہلے ہم سے ساتھ یہہ اقرار کر لے جب یہہ احوال تمام و کمال تجھسے کہے تو مین تجھے [illegible] ڈالون اوسنے کہا کہ جہان پناہ سلامت یہہ [illegible]

نوین داستان بیان کرنا صنوبر شاہ کا گل کی ملاقات کا ماجرا اور دکھانا حال تباہ گل اور زنگی کا شاہزادے کو

القصہ ایک روز صنوبر شاہ نے شاہزادے سے کہا کہ ای عزیز کیون عبث
اپنی زندگانی کو برباد کرتا ہی اب بھی واجب ہی کہ اس خیال فاسد سے باز
رہے پر شاہزادہ نے کسی طرح سے نمانا روایت کرنے والے نے اخبار کے اور
بیان کرنیوالے نے قصے کے یون بیان کیا ہی کہ شاہزادیکی خاطر سے صنوبر شاہ
نے نوکرونکو حکم کیا کہ وہ کتا کہ جسکی گردنمین طوق مرصع پڑا ہے لا کر حاضر کرو کئی ڈورئیے
جو ہمیشہ اوس کتے کی خدمت مین حاضر رہتے تھے بڑے تکلف سے لے آئے
ایک مسند زربفت کی اوسکے لئے بچھائی گئی پھر کئی لونڈیان بھی آکر حاضر ہوئین
اور ایک رنڈی خوبصورت نازکبدن دست و پابستہ طوق و زنجیر سے مقید
کہ بارہ زنگیون کے پہرے مین تھی حضور مین آئی اور ایک طشت نہایت مکروہ
کہ جسمین ایک زنگی کا سر دھرا تھا خدمتگارون نے اوس رنڈیکے سامھنے
لا رکھا کہ جسکے دیکھنے سے جان قالب سے مفارقت کرتی تھی پھر پادشاہ نے
خاصہ لانیکا حکم کیا بکاول باورچی خانہ پادشاہی کا انواع و اقسام کی لطیف و
لذیذ غذائین لے آیا اور اوس کتے کے سامھنے دسترخوان چن دیا جب وہ
کتا خوب کھا کر آسودہ ہوا تب اوسکا پس خوردہ اوس رنڈی کے آگے ایک
طشت مکروہ مین لا رکھا جب وہ کئی نوالہ کھا چکی تب پادشاہ نے اوٹھکر ایک
لکڑی زنگی کے سر پر ایسے زور سے ماری کہ کئی قطرے خون کے اوسکے سر سے ٹپک
پڑے سو خدمتگارون نے بزور اوس رنڈیکو چٹا دئے بعد ازان پادشاہ
نے کہا کہ ای شخص اب تو اس ماجرا سے واقف ہوا مناسب ہی کہ سر تیرا
بموجب اقرار کے تن سے جدا کرون تب شاہزادہ بولا کہ حضرت آپکی تفصیلا سے

یہہ تماشا دیکھنے مین آیا مگر حقیقت حال سے واقف نہوا تب پادشاہ احوال کے
بیان کرنے مین متوجہ ہوا اوس باغ مین وہ رنڈی دست و پا بستہ رواوٹھی
پر جو آنسو اوسکی آنکھونسے ٹپکتا تھا موتی ہو جاتا تھا اور نوکر بادشاہ کو لا دیتے تھے بعد
ایک لمحے کے ہنس پڑی ہنسنے کے ساتھہ ہی کئی ایک پھول جھڑ پڑے وہ بھی
خدمتگار اوٹھا لائے پادشاہ نے فرمایا کہ اچھی طرح رکھو بعد شہزادے کیطرف قتل کا اشارہ
شاہزادے نے کہا کہ تمام احوال سے پہلے واقف کیجے بعد اوسکے جو مرضی مبارک ہو
حاضر ہون بادشاہ نے کہا ای مرد مسافر یہہ عورت جو کہ زنجیر سے بندھی ہوئی ہی
اوسی نام گل ہی اور میرا نام صنوبر کہ اس ملک کا پادشاہ ہون تب شاہزادے
پوچھا کہ جہان پناہ آپنے کسطرح سے اوسکو حاصل کیا اوسوقت پادشاہ نے کہا
کہ ای شاہزادے ایکروز مین شکار کے لئے شہر سے باہر گیا تھا امید انہین مجھہ پر
بہت تشنگی غالب ہوئی پانی کے جستجو مین ہر ایک طرف پھرتا رہا آخرش
بہزار تردد ایک چاہ تیرہ و تار نظر آیا شکر پروردگار بجا لایا مگر مارے بھوک اور پیاسکے
طاقت جسم مین باقی نہ تھی اور وہ چاہ بھی ایسے جنگل مین تھا کہ وہان انسانکی
کیا مجال بلکہ پرندہ بھی پر نہین مار سکتا تھا جیون تیون اوس کوئے کے کنارے
جا پہنچا کلاہ کی ڈولچی اور دستار کی ڈوری بنا کر پانی کی امید سے کوئے مین لٹکائی
تماشے کی بات ہی کہ ڈور کوئے مین اٹک گئی ہزار تدبیر کرتا رہا مگر وہ ہرگز نہ کھچی لاچار طاقت
تشنگی کی نہ لا کر یون پکارا کہ خدا کیواسطے جس بزرگ نے اس چاہ کے اندر مقام
کیا ہی مجھہ مسافر تشنہ لب پر رحم کر کے اس ڈول کو چھوڑ دے کہ مارے پیاسکے دم
بند ہوا جاتا ہی اور کلیجہ منہہ کو آتا ہی کسواسطے غریب خستہ خاطر پیاسے بھوکھے پر
روادار ظلم ہوئے ہین غرض بہت گریہ و زاری کرنیکے بعد ایک آواز چاہ سے میرے
کان مین آئی کہ ای بندہ خدا ہم مدتونسے اس چاہ مین پڑے ہلاک ہوتے ہین

واسطے اللہ کے ہمکو یہانسے نکال کہ زندگی سے موت بہتر ہی ہمارے نکالنے سے
ثواب دارین حاصل ہوگا تب ناچار ہو بہزار تردد و محنت باہر نکالا دیکھا دو
عورتین ضعیفہ اندھی ہین قد اونھونکا کمان کیطرح خمیدہ ہی اور سراسر ہاتھ پانون
سوکھہ کر تیر سے ہوگئے ہین بدن مانند خاکتودیکے مارے لاغری کے چھن گیا ہی
آنکھین دھس گئین ہین اور دانت جھڑ گئے ہین سر ہل رہا ہی قدم اٹھاتے
ڈگمگاتے ہین سر کے سارے بال دھنی ہوئی روئی کیطرح سپید نہایت ضعف و
ناتوانی کے سبب زندگی سے نا امید سارے بدن مین جھریان پڑی ہوئین میرے
سامھنے کھڑی ہوئین یہہ حال دیکھہ کر مین نے پوچھا کہ سبب تمہارے اسیر
ہونیکا اس چاہ مین کیا تھا اون عورتون نے کہا کہ ای جوان مسافر یہانکے بادشاہ
نے غصہ کر کے ہمکو اندھا بنا کر اس چاہ مین ڈلوا دیا تھا اب حق تعالی نے تجھکو
مسیحا کیطرح یہانتک پہنچایا ہی پر ہم تجھکو ایک دوا بتلادین تو وہ لاکر ہماری آنکھونمین
لگادے کہ فورا آنکھین ہماری بدستور روشن ہوجائنگین تجھکو بڑا ثواب ہوگا
اور بعد چنگے ہونیکے اوسکے بدلے ہم تیری خدمت سے قاصر نہونگی اور تیرے مقصد
دلی جلد حاصل کر دینگی تب مین نے پوچھا کہ کہو تمھاری آنکھہ کی کیا دوا ہی
اونھون نے کہا کہ ای بابا یہانسے تھوڑی دور پر ایک دریاے بے کنار ہی
اوسکے کنارے پر ایک گاے چرائی کے لئے نت آتی ہی اگر تو سرگین اوسکا
لاکر ہماری آنکھونمین لگاوے تو ابھی ہماری آنکھین اچھی ہوجائین مگر وہ گاے
جسوقت آویگی تو آپکو اوسکی نظر سے اوجھل رکھیو کیونکہ اگر تجھے دیکھہ پائیگی تو
ہلاک کر ڈالیگی ای مسافرین اون نابیناؤن سے یہہ بات سنکر دریا کی
طرف روانہ ہوا تھوڑے عرصے مین اوس پتے پر جا پہنچا دیکھا کہ فی الحقیقت
ایک گاے روپے کے پہاڑ کی مانند قد اور بڑی سنہ زور کہ شیر کا پتا جسکے

دیکھے سے پانی ہوجاے دریا سے نکل آئی اور کنارے پر چرنے لگی تب
مین نے جلد اسکو اوسکی نظر سے چھپایا جسوقت وہ گاے چرائی کرکے دریا
کے اندر گئی اسوقت مین سرگین اوسکا لیکر روانہ ہوا اور اوسی کوئے کے
کنارے آپہنچا وہ سرگین اونہونکے حوالہ کیا اونہون نے جونہین آنکھون مین
لگایا ووہین بینا ہوگئین اور ادھر ادھر دیکھنے لگین شکر خدا کا بجا لاکر میری
جوانمردی پر آفرین کرنے لگین اور بولین کہ ای مسافر یہان پریونکے بادشاہ کا مقام
ہی اور اوسکی ایک بیٹی نہایت خوش جمال و خجستہ خصال کہ جسکے مکھڑے کے
سامھنے آفتاب بیتاب اور دل ماہ اوسکے نظارے سے کباب لب شیرین
اوسکے لعل رمّانی اور گلبرگ بستانی پر خندہ زن ایک بوسہ اوسکا علاج
ہزار رنج و محن آنکھین شراب مستی سے سرشار رخسارونکی لطافت گل
و نسرین کی بہار اگر ہم تجھکو اوس مکان پہ پہنچاوین تو تو اوسکے دیکھنے کے ساتھہی
عاشق ہوجائیگا اور اوسکے ماباپ بھی اوسپر فریفتہ ہورہے ہین کہ ہر دم چھاتی
سے لگائے رہتے ہین ایکدم نظر سے غائب ہونے نہین دیتے ہر روز نور کے
تڑکے بستر سے اوٹھکر اوسکے جمال کو مشاہدہ کرتے ہین ہم تجھکو اوسکے
پاس لیجاتے ہین بخوشی و خورمی عیش و عشرت کیجو خدا نخواستہ اگر اوسکے
ماباپ تیری ہم صحبتی کی خبر پاوین تو اوسیدم تجھکو آگ مین ڈالنے کا قصد
کرینگے اوسوقت تو کہیو کہ اگرچہ بندہ گنہگار تحقیق مین یہہ سزا واجبی ہی اور
سزاوار عقوبت کا ہون مگر یہہ اُمید رکھتا ہون کہ تھوڑا سا روغن میرے بدن
مین مالش کرکے مجھکو آگ مین ڈالو کہ اوسکے باعث تکلیف جلنے کی مجھپر
آسان ہو کہ جلد جل جاؤن اور دنیا کی بلا سے نجات پاؤن ای مسافر پریونکا
پادشاہ تیری یہہ بات سنکر جب حکم روغن ملنے کا دیگا ہم اوسی گھڑی

ایسا روغن تیرے تمام وجود مین مل دینگے کہ اگر ہزار سال تو آتش مین پڑا رہے تو بھی ایک پھالا تیرے بدن پر نہ پڑے اور گلزار ابراہیم کی مانند آگ کام باغ کا کرے الغصہ جب اون دونون نے مجھسے یہہ بات کہی اور مجھکو اوس محل کے اندر لے گئین یکبارگی مین سمجھا کہ بہشت برین یہی ہی اور اوسمین ایک ماہ جبین کہ جسکے چہرہ کی روشنی سے سارا مکان منور ہورہا تھا اور خود تخت تمکنت پر مسند ناز سے تکیہ لگائے ہوئے سوتی تھی اوسکے رخسارونکی دمک سے آفتاب عالمتاب بھی شرمندہ تھا

دسوین داستان گل بادشاہ بیگم کے ملاقات ہونے مین صنوبر شاہ کے ساتھ اوندون ضعیفہ کی مدد سے اور آگ مین ڈالے جانے اور کتخدا ہونیکی ساتھ گل کے

الغصہ مین دور سے اوس جمال باکمال کو دیکھتے ہی متحیر اور بیخود ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد جب جیتا اور ہوش آیا تب کہا کہ الٰہی یہہ حالت خواب ہی یا عالم بیداری غرض کہ آپکو سنبھال کر شکر پروردگار بجا لایا اور دلکو تھام کر یہہ اندیشہ کیا کہ اگر تو یہان کھویا جاتا ہی تو اپنی زندگی سے ہاتھ دھوتا ہی تب ہمت اسکے روبرو جاکر کھڑا رہا ایک لحظے کے بعد جب وہ ماہرو خواب سے بیدار ہوئی اور یکایک نظر اوسکی مجھپر پڑی فی الحال ناوک جگردوز اوسکے اشتیاق وصال کا دل پر ایسا کاری لگا کہ یکبارگی بیتاب ہو گیا اور وہ نازنین غصے سے تیوری چڑھا کر جھڑک اوٹھی اور خفگی سے بولی کہ ای مردوئے تو کہان سے آیا اور کسنے تجھکو اس مکانپر پہنچایا کیا تو اپنی جانکا خوف نہین رکھتا ہی ہرچند ظاہر مین ایسی ایسی دھمکیان دیتی جاتی تھی پر باطن مین وہ بھی میرے عشق مین فریفتہ ہو کر دیوانی بن گئی تھی تب مین نے کہا کہ ای نازنین مین تیری ملاقات کے لئے یہانتک آیا ہون اور جانکا خوف مطلق نہین رکھتا ہون

بیت

تجھسے دلدار کا ہی دام مین لانا مشکل	میرے نزدیک نہین جانکا جانا مشکل

القصہ اسطرحکی لطافت اور نبادت کرتا رہا اوس معشوقہ نے سمجھا کہ کسی نوع سے
یہہ ڈرتا نہین تب تو بیتاب سے میرا ہاتھ پکڑ کے مسند پر لے گئی اور
تکلف سے مجھے بٹھا کر ہم آغوش ہوئی اوسوقت عجب طرحکی خوشی میری طبیعت
مین آئی کہ تن کی سمائی پیرہن مین نہ پائی اوس مہ جبین نے شراب انگوری
منگوا کر بادہ پیمائی شروع کی مین نے بھی مکانکو خالی خلل اغیار سے پایا روح بیجا
مین آئی اور رغبت طرف ثانی کی زیادہ پائی فوراً اوسکی شراب وصل سے
حلاوت جسمانی اور حظ زندگانی اوٹھانے لگا غرض کئی روز تک عیش و
عشرت سے گذری لاکن اوس نازنین کو کھٹکا مان باپ کی طرف سے
نہایت رہتا تھا کہ مبادا اسبات کا پردہ کھل جاے اور یہہ راز نہفتہ ظاہر
ہووے گھڑی جدائی کی آجاے اور دونون مارے جائین اس غم سے دل ہی
دلمین کڑھتی تھی بہرحال جیون تیون کر دو مہینے تک اسبات کو چھپائے گئی
مثل مشہور ہی ہے چھپائے سے آتش چھپے ہی کہین ہے آخرش ایکروز اوسکے باپ نے
جو شاہ پریان تھا لڑکی کے ماہ جمال کو منکسف دیکھہ کر متحیر ہو دل سے آہ سرد
کھینچی اور اوسی دم اوسکی ماکو بلوا کر کہا کہ اسکی حالت سے واقف ہونا ضرور ہی
کہ کس سبب سے اسکے چہرے کا رنگ مبدل ہوگیا ہی اور اوسکے گل رخسار پر
باد خزان نے بھی صدمہ پہنچایا ہی تب اوسکی والدہ اپنی لڑکی کے پاس آکر پوچھنے
لگی ای میری آنکھونکی پتلی کس سبب سے تیری یہہ حالت بنی ہی اگر سچ نہین
بتائیگی تو تجھے ابھی غارت کر دونگی غرض اوسکے ماباپ جتنا کہتے تھے وہ سوائے
سرنگونی اور خاموشی کے کچھہ جواب نہین دیتی تھی تب پردہ اوس راز
کا اوسکے ماباپ پر کھل گیا کہ مقرر اوسنے کسیکے لب شیرین کی حلاوت
پائی ہی اور اوسی لذت کے خیال مین روح گلائی ہی عشق کا تیر جگر پر

کھایا ہی اور اپنے ننگ و ناموس کو غارت کر جامہ عصمت پہ داغ لگایا ہی
تب پریون کے پادشاہ نے غصے ہو دیؤن کو بلوا کر حکم دیا کہ اوس جوان کو
لیجا کر آتشکدہ مین ڈال دو کہ جل بھن کر خاک ہو جاے بمجرد حکم کے دیؤن
نے میرا ہاتھ پکڑ محل سرا سے باہر نکالا او بہت سی لکڑی جمع کر ایسی آگ
بھڑکائی کہ آتش دوزخ بھی اوسکے آگے افسردہ تھی اور چاہا کہ مجھکو اوس
آتش مین ڈال دین اوسوقت مجھے اون بڑھیون کی بات یاد آئی تب
باواز بلند کہنے لگا کہ ای شاہ پریان جو کچھہ کہ سزا اس گنہگار کے حق مین
تو نے تجویز کی ہی بجا ہی مگر واسطے خدا کے اور تصدق اپنی سلطنت کے تھوڑا سا
روغن میرے بدن پر ملوا کر مجھکو آگ مین ڈلوا کہ اوسکے سبب آسانی
جل جاؤن اور دنیا کے غم سے نجات پاؤن تب شاہ پری نے یہہ
یہہ عرض میری قبول کر تیل ملنے کا حکم دیا فوراً اونہین میرزالون نے
تھوڑا سا تیل خدا جانے کس چیز کا تھا میرے بدن پر مل دیا کہ سات
روز تک آتش نے مطلق اثر میرے بدن پر نکیا اور فضل سے اوس
محافظ حقیقی کے میرے ایک بال پر بھی آنچ نہ آئی بلکہ وہ آتش مانند
گلزار ابراہیم کے ہو گئی اور اون دیؤن نے جو میری نگہبانی کیواسطے تھے
جانا کہ آدم زاد جل بھن کے راکھہ ہو گیا ہوگا اونھون نے اوس گمان
پر نزدیک شاہ پریون کے جا خبر کی کہ جس آدم زاد کو آگ مین ڈالنے کا
حکم ہوا تھا اس عرصے مین جلکر خاک ہو گیا ہوگا پادشاہ نے حکم کیا کہ خاکستر
کو اوسکے دوسری جگہہ ڈال دو جب وے خاکستر کو اوٹھانے کے لئے
مستعد ہوئے تب مجھے آگ مین زندہ پاکر بہت متعجب ہو دل مین
سوچنے لگے کہ یہہ آدم زاد کوئی بزرگ ہی اور یہہ لڑکی اوسکی تقدیر مین

نے لکھی ہی تب سب دیؤن اور پریون نے اپنے بادشاہ کو سمجھایا کہ اوس
نازنین کا ازدواج اِس آدم زاد کے ساتھہ کرنا مناسب ہی بادشاہ اُنہونکی
فہمایش سے راضی ہوا القصہ ایک اچھی سی ساعت اور سبھہ لگن ٹھہراکر
شادی کی تیاری کا حکم کیا کارپرداز بموجب حکم کے تیاری مین شادیکی مستعد
ہوئے اور جھٹ پٹ تمام اسباب شادی کا درست کر بڑی تیپ تاپ
اور نہایت دھوم دھام سے مجلس شادی کی درست ہوئی تب مجھکو
حضور مین طلب فرماکر حسب ونسب کے پوچھنے مین مشغول ہوا مینے عرض
کیا کہ مین بادشاہزادہ شہر واقاف کا ہون ایک مدت ہوئی کہ تیری
لڑکی کا تیر عشق میرے جگر پر کاری لگا ہی اسواسطے بہت سے رنج و محنت
اوٹھا یہانتک پہنچا ہون اب حق تعالی نے تیرے ہاتھہ گرفتار کیا ہی جو
چاہے سو کر تب بادشاہ پریان نے میری اس گفتگو کے سنتے ہی ہاتھہ
پانون کھلوادئے اور اپنے دست مبارک سے میرا ہاتھہ پکڑکر بتعظیم تمام
عذرخواہی کرنے لگا مین نے بھی آداب بجالاکر بادشاہ کی قدمبوسی کی
الغرض بعد دو تین روز کے اوسی ساعت اور لگن کے موافق اوس
گلبدن کے ساتھہ شادی کردی اور چند روز شہر مین عیش و عشرت سے
گذرے کتنے روز سسرال مین رہکر ارادہ وطن جانے کا کیا اور بادشاہ
سے رخصت چاہی بادشاہ نے بطور جہیز کے بہت سے جواہرات اور
اسباب روپے سونے کا ہمراہ دیکر لڑکی سمیت رخصت فرمایا اور حفاظت
کے لئے کئی پریونکو بھی ہمراہ دیا پریان ہم دونونکو ایک تخت پر بٹھاکر ہوا
ہو مین ایک ہی آن مین اپنے ملک کو آپہنچا ای مسافر وہ لڑکی جسکا نام
گل تھا یہی ہی جو کہ زنجیر کے ساتھہ بندھی ہی کہ اب مین نے تجھے سب

احوال کہہ سنایا تو اپنے عہد و پیمانکے بموجب نزدیک آ جو تیرا سر دھڑ سے الگ کر ڈالون تب شاہزادیسے کہا کہ ای شاہ صنوبر اتبک میری خاطر جمع اس قصّے سے نہوئی کیونکر اپنے عہد کو بجا لاؤن آپ ہی فرمائیے کہ ایسی کون سی بیوفائی و بدعہدی گل سے صادر ہوئی کہ جسکے لئے اوسکے پانون مین بیڑیان ڈال رکھین ہین اور یہہ ذلتین اوسکے حق مین روا سمجھی ہین

گیارھوین داستان بیان مین بیوفائی گل کے شاہ صنوبر کے ساتھہ اور گل کے سزا پانے مین

تب شاہ صنوبر نے فرمایا کہ اے مسافر ذرا متوجہ ہو اور کان لگاکر گل کی بیوفائی کی داستان سُن مین بیان کرتا ہون کہ ایکشب یہہ اتفاق ہوا کہ مین خوابگاہ مین سوتا تھا اور یہہ پری بھی کہ گل اوسکا نام ہی میرے ساتھہ سینہ بسینہ لب بلب ہم آغوش تھی قضا کار میری نیند اُچٹ گئی اور آنکھین کھل گئین تو دیکھا کہ ہاتھہ پانون گل کے برف سے بھی زیادہ سرد ہین میرے دلمین یہہ اندیشہ گذرا کہ شاید کسی عارضے کے سبب ہاتھہ پانون سرد ہوگئے ہین تب مین نے پوچھا کہ ای نازنین تیرا بدن کیون ایسا ٹھنڈا ہو رہا ہی اور اسکا موجب کیا ہی بولی کہ رفع حاجت کے لئے بیت الخلا کو گئی تھی طہارت کے باعث ہاتھہ پانون سرد ہین مین چپکا ہوگیا اور اوسکا کلام سچ سمجھا کئی دنون کے بعد پھر ایسی حرکت عمل مین لائی اور جب مین نے تحقیق کیا تب وہی جواب دیا ای مسافر اوس شب کو میرے خاطر مین اوسکی طرف سے گمان فاسد ہوا کہ بلاشبہہ یہہ راتکو کسی جگہہ جاتی ہی مگر یہہ راز مین نے جواہر کی طرح اپنے صندوق دل مین بند رکھا اور زبان کی پھاٹک

پر قفل خاموشی لگایا ہوا اسواسطے کہ تحقیق و تدارک کیوقت اگر اِس بات کا
اِثبات ہووے تو مفت مین ہنسی ہو اور با لتصریح رسوائی مجھے ای مسافر پہلے
مین واسطے تحقیق اور تدارک کے گھوڑونکے طویلے مین گیا دیکھا کہ میرے
خاص سواری کے گھوڑے جو اپنی قدم بازی اور چالاکی کے آگے ہوا کو ہوا
بتاتے تھے نہایت دُبلے اور لاغر ہو گئے ہین بعضونکی پیٹھ لگ گئی ہی اور بعضے
تو ہل ہی نہین سکتے تب سائیسونکو روبرو بلوا کر بہت سی چشم نمائی کی اور
بعضونکو اونکی غفلت شعاری کی سزا دی تب اونمین سے ایک نے جانکی دہشت
سے عرض کی کہ ای بادشاہ اگر جان بخشی کرے تو کچھہ خلوتمین عرض کرون مین نے
کہا جا تیری جان بخشی کی سچ بتا کہ کیا ماجرا ہی اوسنے عرض کیا کہ ہر روز
بلا ناغہ بادشاہ بیگم کہ گل نام رکھتی ہین لباس شاہانہ پہن اور زیور و جواہر
سے آپکو آراستہ کر طویلے مین تشریف لا کر خاصے گھوڑے پر اکثر سوار
ہو سیر کو جاتی ہین جب کہ تھوڑی سی رات باقی رہتی ہی اُسوقت اگر گھوڑونکو
طویلے مین چھوڑ محل سرا مین تشریف لیجاتی ہین ای مسافر جب یہہ ماجرا
سائیس کی زبانی مین نے سنا ہوش جاتے رہے اور حواس منتشر ہو گئے
غرض کہ ناچار ہو کر سائیس کو حکم دیا کہ آج اور ایک گھوڑا طیار رکھیو اسی
فکر مین تھا کہ نوشہ آفتاب پردۂ مغرب مین گیا اور عروس ماہ بام فلک
پر جلوہ افروز ہوا مین کچھہ غذا کر کے بستر پر جا لیٹا یہہ بھی میرے پہلو مین آ لیٹی
اور بولی کہ آج نیند میری آنکھونمین چھائی ہی آؤ تم بھی سو رہو مین اوسکی یہہ
رمز سمجھہ کر باوجود بیداری کے سوتونکی طرح دم لینے اور خرّاٹے مارنے
لگا ہر چند کہ تھوڑی سی رات گذرنے کے بعد خواب نے مجھہ پر غلبہ کیا مگر
مین ہوشیار رہا جب اوس سیاہ بخت نے جانا کہ یہہ سو گیا تب بعادت

معہودہ بچھونے سے اوٹھی اور دانتوںمین مسی اور آنکھوںمین سرمہ لگا
عطر کی باسی انگیا سینے پر کھینچ جواہر کے گہنے پہن آراستہ و پیراستہ
ہوکر مستانہ وار چلی مین بھی اوسیدم دبے پاؤن اوسکے پیچھے لگ چلا
جب طویلے مین آئی گلگون صبا رفتار پر سوار ہوکر روانہ ہوئی مین نے
بھی ارادہ کیا کہ پیچھے اوسکے گھوڑے پر سوار ہوجاؤن لیکن خاطر مین یہہ
اندیشہ گذرا کہ مبادا میرے گھوڑیکے سم کی آہٹ گل کے کانوںمین پڑے
اور فوراً ہوشیار ہوجاوے اور مقصود ہاتھ سے جاتا رہے ناچار مانند
قاصدونکے کمر کو باندھ چست و چالاک ہوکر سبک قدمی سے اوسکے
گھوڑیکے پیچھے دوڑتا اوفتان و خیزان چلا جاتا تھا اور یہہ کتا جو طوق زرین
سے آراستہ ہی میرے پیچھے پیچھے چلا آتا تھا + غرض گل ایک میدان
مین پہنچی کہ یہہ ہی زنگی جو تیرے سامھنے کھڑے ہین وہان مکان بنا کر رہتے
تھے جبکہ یہہ اونکے نزدیک پہنچی اور گھوڑے پر سے اوتر زنگیونکے گھر مین گئی زنگیون
اوسیوقت اوسے گھر سے نکال دیا اور کوڑے لیکر نکلے اور اوس بدبخت
کو وہ مار ماری کہ پشت و پہلو نرم ہوگیا اور ہڈیان چور ہوگئین ای مسافر مین
دور سے یہہ ماجرا دیکھکر سمجھا کہ شاید گل جان بحق تسلیم کرگئی کیونکہ اوس
مدت مین مین نے اوسکو کبھی پھول بھی زور سے نہ مارا تھا چونکہ زنگیونکے
عشق کی تیغ سے گھایل تھی کافر نے آہ بھی نہ کی بلکہ اونکے قدم چومنے لگی
اور منت و سماجت کرنے آخر ش زنگیون نے پوچھا کہ آج دیر ہونیکا سبب
کیا ہی دست بستہ ہوکر بولی آج بادشاہ خفتہ بخت بہت دیر تک جاگتا
تھا اس لئے آنے مین توقف ہوگیا نہین تو اتنک کبکا آئی ہوتی اور تمھارے
شربت وصال سے کام جانکو متلذذ کیا ہوتا اب امیدوار ہون کہ میری

پر قفل خاموشی لگایا ہوا سطے کہ تحقیق و تدارک کیوقت اگر اِس بات کا
اِثبات نہووے تو مفت مین ہنسی ہو اور باعث رسوائی مجھے ای مسافر پہلے
مین واسطے تحقیق اور تدارک کے گھوڑونکے طویلے مین گیا دیکھا کہ میرے
خاص سواری کے گھوڑے جو اپنی قدم بازی اور چالاکی کے آگے ہوا کو ہوا
بتاتے تھے نہایت دُبلے اور لاغر ہو گئے ہین بعضونکی پیٹھ لگ گئی ہی اور بعضے
تو ہل ہی نہین سکتے تب سائیسونکو روبرو بلوا کر بہت سی چشم نمائی کی اور
بعضونکو اونکی غفلت شعاری کی سزا دی تب اونمین سے ایک نے جانکی دہشت
سے عرض کی کہ ای بادشاہ اگر جان بخشی کرے تو کچھہ حضور مین عرض کر دن مین نے
کہا جا تیری جان بخشی کی سچ بتا کہ کیا ماجرا ہی اوسنے عرض کیا کہ ہر روز
بلا ناغہ بادشاہ بیگم کہ گل نام رکھتی ہین لباس شاہانہ پہن اور زیور و جواہر
سے آپکو آراستہ کر طویلے مین تشریف لا کر خاصے گھوڑے پر اکثر سوار
ہو سیر کو جاتی ہین جب کہ تھوڑی سی رات باقی رہتی ہی اُسوقت اگر گھوڑے کو
طویلے مین چھوڑ محل سرا مین تشریف لیجاتی ہین ای مسافر جب یہہ ماجرا
سائیس کی زبانی مین نے سنا ہوش جاتے رہے اور حواس منتشر ہو گئے
غرض کہ ناچار ہو کر سائیس کو حکم دیا کہ آج اور ایک گھوڑا طیار رکھیو اسی
فکر مین تھا کہ نوشہ آفتاب پردۂ مغرب مین گیا اور عروس ماہ بام فلک
پر جلوہ افروز ہوا مین کچھہ غذا کر کے بستر پر جا لیٹا یہہ بھی میرے پہلو مین آ لیٹی
اور بولی کہ آج نیند میری آنکھونمین چھائی ہی آؤ تم بھی سو رہو مین اوسکی یہہ
رمز سمجھہ کر با وجود بیداری کے سوتونکی طرح دم لینے اور خرّاٹے مارنے
لگا ہر چند کہ تھوڑی سی رات گذرنے کے بعد خواب نے مجھہ پر غلبہ کیا مگر
مین ہوشیار رہا جب اوس سیاہ بخت نے جانا کہ یہہ سو گیا تب بعادت

معہودہ بچھونے سے اوٹھی اور دانتونمین مسی اور آنکھونمین سرمہ لگا
عطر کی باسی انگیا سینے پر کھینچ جواہر کے گہنے پہن آراستہ وپیراستہ
ہوکر ستانہ وار طویلے مین بھی اوسیدم دبے پاؤن اوسکے پیچھے لگ چلا
جب طویلے مین آئی گلگون صبا رفتار پر سوار ہوکر روانہ ہوئی مین نے
بھی ارادہ کیا کہ پیچھے اوسکے گھوڑے پر سوار ہوجاؤن لیکن خاطر مین یہہ
اندیشہ گذرا کہ مبادا میرے گھوڑیکے سم کی آہٹ گل کے کانون مین پڑے
اور فوراً ہوشیار ہوجاوے اور مقصود ہاتھ سے جاتا رہے ناچار مانند
قاصدونکے کمر کو باندھ چست وچالاک ہوکر سبک قدمی سے اوسکے
گھوڑیکے پیچھے دوڑتا اوفتان وخیزان چلا جاتا تھا اور یہہ کتا جو طوق زرین
سے آراستہ ہی میرے پیچھے پیچھے چلا آتا تھا ✝ غرض گل ایک میدان
مین پہنچی کہ یہہ لئی زنگی جو تیرے سامھنے کھڑے ہین وہان مکان بناکر رہتے
تھے جبکہ یہہ اونکے نزدیک پہنچی اور گھوڑے پر سے اوتر زنگیونکے گھر مین گئی زنگیو
اوسیوقت اوسے گھر سے نکال دیا اور کوڑے لیکر لگے اور اوس بدبخت
کو وہ مار ماری کہ پشت وپہلو نرم ہوگیا اور ہڈیان چور ہوگئین ای مسافر مین
دور سے یہہ ماجرا دیکھکر سمجھا کہ شاید گل جان بحق تسلیم کرگئی کیونکہ اوس
مدت مین مین نے اوسکو کبھی پھول بھی زور سے نہ مارا تھا چونکہ زنگیو نکے
عشق کی تیغ سے گھایل تھی کافر نے آہ بھی نہ کی بلکہ اونکے قدم چومنے لگی
اور منت وسماجت کرنے آخرش زنگیون نے پوچھا کہ آج دیر ہونیکا سبب
کیا ہی دست بستہ ہوکر بولی آج بادشاہ خفتہ بخت بہت دیر تک جاگتا
تھا اس لئے آنے مین توقف ہوگیا نہین تو اتنک کبکا آئی ہوتی اور تمھارے
شربت وصال سے کام جانکو متلذذ کیا ہوتا اب امیدوار ہون کہ میری

تقصیر سے درگذر وای مسافر مین یہہ حال دیکھہ کر سخت متعجب ہوکر دلمین
کہنے لگا الہی مین نے تو کبھی گل کو گل سے بھی نہ مارا تھا آج کسطرح سے ایسی
ضربین استخوان شکن اسنے برداشت کین آخرش زنگی گل کا ہاتھہ پکڑ
کر مکان مین لیگئے اور اوسکے ساتھہ عیش مین مشغول ہوئے اوس حالت کے
دیکھتے ہی مارے غصّے کے میرا کلیجا پھکنے لگا اور آنکھو نسے شعلے نکلنے لگے بیتاب
ہوکر اوس مجمع بے تمیزی مین چلا گیا زنگیون نے دیکھتے ہی مانند خیل زنبور سیاہ
کے مجھے گھیر لیا چونکہ مین بڑا دلیر اور زور آور ہون اونکی زبردستیونکو مطلق
خیال مین نہ لاکر لڑنے مین مشغول ہوگیا جب زنگیون نے دیکھا کہ اس شخص
سے عہدہ برآئی محال ہی پس پا ہوئے اور بھاگنے لگے یہہ زنگی کہ توجسکا ہاتھہ
پانٔون بندھا دیکھتا ہی میرے ہاتھون گرفتار ہوا مین چاہتا تھا کہ اسے باندھکر
مقید کرلون کہ اس عرصے مین یہہ آفت جان گل کہ وہین کھڑی تھی پیچھے
سے ڈور کر آئی اور اس زور سے ایک دھکّا مجھے دیا کہ مین زمین پر گر پڑا
اوسوقت یہہ زنگی قابو پاکر میرے سینے پر چڑھ بیٹھا اور اوس بیحیانے جھٹ
اپنی کمر سے ایک خنجر نکال میرے قتل کیواسطے زنگی کے ہاتھہ مین دیکر مارنے کا
اشارہ کیا اوسوقت مین اپنی زندگی سے ہاتھہ دھو بیٹھا اور پناہ درگاہ مین
مشکل کشاے حقیقی کے لایا زنگی نے چاہا کہ خنجر میرے گلے پر چلاوے اور
اور ایک ہی زخم سے میرا کام تمام کر ڈالے کہ ناگاہ اس سگ وفادار نے
کہ جسکو تو اس شان وشوکت سے دیکھتا ہی پیچھے سے لپک کر اوس زنگی کو
ناخن سے مجروح کیا اور ٹینٹوا پکڑ لیا مین اوسوقت قابو پا نیچے سے نکل کر
زنگی کی مشکین چڑھائین اور گل کو بھی اوسکے ساتھہ مقید کرکے گھر مین لے آیا
چار زنگی اور جو میری دہشت سے بھاگ گئے تھے اونمین سے بھی تین کو

گرفتار کیا اور ایک زنگی بھاگ کر بادشاہ قیموس کی لڑکی جو مہر انگیز نام رکھتی
ہی اوسکے تخت کے نیچے چھپ رہا ہی ای مسافر اب تمام احوال گل کا تجھہ سنایا
تو بھی اپنے عہد کو بجالا تب شاہزادہ بولا کہ میرے قتل پر ارادہ حضور کا
مصمم ہی اور مین بھی اپنے عہد پر قائم ہون مگر اب تک تمام کیفیت ظاہر
نہوئی کہ وہ زنگی بھاگ کر مہر انگیز کے پاس کس کام کیواسطے ہی اور اوسکو
مہر انگیز نے کیون چھپا رکھا ہی پہلے مجھکو اوس ماجرے سے واقف کیجیے پھر ہون
سے قتل کیجیے نہین تو ناحق خون بیگناہ کا کرنا عاقبت مین اوسکے قصاص
مین گرفتار ہونا ہی شاہ صنوبر مہر انگیز کی حقیقت سے واقف نہ تھا اس لیے
کچھہ احوال اوسکا بیان نکر سکا مسافر کے خون سے درگذرا اور بولا کہ ای مسافر
آفرین تیری دانائی اور جوانمردی پر کہ کس کس حکمت اور چالاکی سے تو نے
اپنی جان بچائی القصہ کوتاہ جب شاہزادہ ایسی ایسی مصیبتین اٹھاکر
گل صنوبر کی حقیقت سے واقف ہوا اور جان سے بچا بادشاہ کی دعا
و ثنا کر کے سجدات شکر جناب الہی مین بجالایا بعد ازان چند روز خدمت
مین شاہ کی حاضر رہا پھر وہان سے ارادہ وطن کا کرکے ایکروز دریا پر جاکر
غسل کیا اور سیمرغ کا پر جو اوسکے پاس تھا آگ مین جلایا فوراً وہی سیمرغ کہ رفیق
شفیق تھا آکر حاضر ہوا شاہزادے نے چند جانورونکو شکار کر کے بدستور
اسباب خورونوش کا موجود کیا اور سیمرغ پر سوار ہوکر ساتون دریا سے
عبور کر کے سیمرغ کے مکان مین آپہنچا سیمرغ نے بہت سی خاطرداری اور مہمانداری
کی چند روز وہان ٹھہر کر رخصت ہو قلعے مین زنگیونکے آپہنچا اور اوسکی لڑکی
کو معہ تمام اسباب اور جواہر ساتھ لیکر روانہ ہوا پھر اوس مہدائین کہ جہان
شیر سے ملاقات ہوئی تھی آپہنچا موافق دستور شیر سے بھی ملاقات حاصل کی

بارھوین داستان پہنچنا شاہزادیکا جمیلہ خاتونکے مکان پر اور اوسکو ہمراہ لیکر لطیفہ بانوکے پاس جانا سزا دینے کے ارادے سے اور مستعد ہونا مہرانگیز کے سوال کے جواب دینے مین

راوی یون کہتا ہی کہ جب شاہزادہ منزلین طی کرتا ہوا جمیلہ خاتون کے
مکانکے متصل پہنچا وہ خبر پاکر استقبال کو نکلی اور بڑی تپاک سے شاہزادیکو
ہمراہ لیکر باغمین گئی اور رسم مہمانداری کا جیسا چاہئیے بجالائی شاہزادے
نے بموجب اقرار اوسکے ساتھہ نکاح کیا کچھہ دنون عیش و عشرت مین مشغول
رہا بعد چند روز کے جمیلہ خاتونکو ہمراہ لیکر لطیفہ بانوکے شہر کی طرف روانہ ہو
چند روزمین وہان جا پہنچا اور مع لشکر باغ مین لطیفہ بانوکے خیمۂ زربفتی جواہر
نگار برپا کیا اور کئی ایک جوان رستم تن کو حکم دیا کہ لطیفہ بانو کی ہتکڑیان کسکر
جھنجھلاتے ہوئے جلد حضور مین لے آوین وہ لوگ بموجب حکم کے ویسا ہی
عمل مین لائے اوسوقت شاہزادیکی خاطر مین یون گذرا کہ اس نگوڑی بیحیا
کو اولتا لٹکا کے اوسکی کھال مین بھس بھروایا چاہئیے یا اوسکو قتل کر اوسکا
گوشت کتّون اور اور پرند والیونکو کھلائیے لیکن جمیلہ خاتون نے جو اوسکی ہمشیر
تھی عذر تقصیرات چاہا بپاس خاطر جمیلہ خاتون کے گناہ کبیرہ کہ اوس سے صادر
ہوئے تھے معاف کر کلمۂ شہادت پڑھوا کر دین اسلام مین لایا اور فن
جادوگری سے استغفار کروا کر جس جس شاہزادے اور آدم زادکو
جادو سے ہرن بنا رکھا تھا اونکو صورت اصلی مین لا خوراک اور پوشاک
خاطر خواہ دیکر رخصت فرمایا وہ سب دعائین دیتے ہوئے اپنے اپنے ملک
کو گئے بعد چند روز کے لطیفہ بانوکو وہان چھوڑ کر روانہ ہوا ایک مہینے کے
بعد شہر مین شاہ قیموس کے کہ جو مہرانگیز کا باپ تھا آپہنچا اور باہر شہر کے

خیمہ آراستہ و برپا کرکے جمیلہ خاتون وغیرہ کو وہان چھوڑ کر آپ واسطے
جوابدہی کے مہرانگیز کے مکان پر جا کر وہ نقارہ بجایا فوراً باریدار خبر پا کر شاہزادے
کو اوسکے باپ کے پاس لیگئے شاہ قیموس نے طریق اولین سے اوسکو سمجھایا کہ ای
جوان اس خیال محال سے درگذر کسواسطے قصد اپنے ہلاک کا رکھتا ہی
کہ کسی نے آج تک اوسکے سوال کا جواب شایستہ نہین دیا ہی اور اوسکے ہاتھ
سے جان بر نہین ہوا ہی تب شاہزادے نے کہا کہ ای بادشاہ عالم وہ
راز کہ جو تیری دختر دل مین رکھکر سوال کرتی ہی اوس احوال سے کوئی
واقف نہین اب مین اوسکی جوابدہی کے لئے حاضر ہوا ہون تب یہہ
خبر مہرانگیز کو پہنچی اوسنے شاہزادیکو بلوایا اور شاہزادہ نے وہان جا کر کہا کہ
ای مہرانگیز کیا سوال رکھتی ہی تب وہ بولی کہ گل نے صنوبر کے ساتھ کیا کیا شاہزادے
کہا کہ ای مہرانگیز جو کچھ کہ اوسنے کیا اوسکا نتیجہ بخوبی پایا گیا تو بھی اوسکی طرح
پشیمان ہوگی اگرچہ مہرانگیز کے دل مین اس جواب سے دھڑکا پڑ گیا
پر تجاہل اور بیحیائی سے اور اوس قصے کے سننے کے ارادے پر بولی کہ ای
شاہزادے جب تو سب احوال اوسکا حرف بحرف بیان کریگا تب
مین باور کرونگی کہ سچ کہتا ہی یا نہین جب شاہزادے نے دیکھا کہ یہہ
بے شرم نادانی سے جہل کرتی ہی اور اپنی خطا سے باز نہین رہتی تب کہا
کہ ای مہرانگیز اگر ارادہ قصہ گل وصنوبر کے سننے کا رکھتی ہی تو اپنے باپ سے
کہہ کہ مع ارکان دولت آکے یہان مجلس کرے اور مین کیفیت گل وصنوبر
کی بیان کرون مہرانگیز نے ویسا ہی کیا جب کہ مجلس آراستہ ہوئی اور شاہ
قیموس مسند شاہی پر زینت بخش ہوا تب شاہزادے نے کہا کہ ای مہرانگیز
اب بھی خبردار ہو جبکہ مین تیرے سوال کا دونگا اسوقت میرا اختیار ہی

جو چاہونگا سو کرونگا مہرانگیز نے بادشاہ کے روبرو بیحیائی سے وہ بھی
قبول و منظور کیا اور بادشاہ نے بھی اقرار کیا تب شاہزادے نے کہا ای
صاحبان مجلس حقیقت اس سوال کی آجتک مانند پردۂ فلک کے
کسی پر منکشف نہین ہوئی ہی مگر اب مین اوسکو بیان کرتا ہون پہلے پوچھیے
کہ یہہ حقیقت شاہزادی نے کہان سے سنی کہ جسکے لئے ناحق خدا کے
بندون کو ہلاک کرتی ہی تب سب حاضران مجلس نے حیرتناک ہوکر
اوس سے پوچھا اوس نے سوائے خموشی کے چارہ نہ دیکھا تب شاہزادے نے
کہا کہ ای مہرانگیز مین حقیقت سے گل و صنوبر کی خوب واقف ہون مگر
راستی اوسکی کیونکر تجھکو معلوم ہو لازم ہی کہ آپنے جسسے وہ احوال سنا ہی اوس
شخص کو حاضر کیجیے کہ میری درستی کلام پر شہادت دے تسپر بھی مہرانگیز
نادانی سے بادشاہزادے سے جواب طلبی کرتی تھی اور شاہزادہ بھی شاہد
چاہتا تھا آخرش ناچار اور کھسیانی ہوکر بولی کہ مین نے کسی مسافر
سے یہہ قصہ سماعت کیا تھا اب اوسکو کہان سے پاؤن جو حاضر کرون
تب شاہزادہ خفگی سے بے اختیار ہوکر بولا کہ اگر مین ابھی اوس مسافر
کو حاضر کرون تو کیا ہووے تب مہرانگیز نے کہا کہ ازین چہ بہتر اسوقت
شاہزادہ شاہ قیموس کا ہاتھ پکڑ کے مہرانگیز کے تخت کے نزدیک لیگیا
اور خادمونکو حکم کیا کہ اس تخت کو یہان سے اوٹھا لے جاؤ خادمون
نے جونہین تخت کو اوٹھایا وہین شیشۂ راز مہرانگیز سنگ رسوائی
پر گر کے چکناچور ہوگیا یعنے تخت کے نیچے سے وہ زنگی جسے پوشیدہ کر رکھا
تھا نمودار ہوا شاہزادے نے فوراً اوسکو گرفتار کیا شاہ قیموس دیکھنے سے
اس تماشائے عجیب کے بدحواس ہوکر غرق غیرت مین غرق ہوگیا اور حاضران

مجلس سبکے سب سرنگون ہوکر متحیر رہ گئے اوسوقت بھی مہر انگیز بیحیائی سے
کہتی تھی کہ ای شاہزادے بتلا کہ گل با صنوبر چہ کرد تب شاہزادے نے کہا کہ حیف
اِس سوال کرنے پر تم عجب بیحیا ہو کہ اتنک بھی تمھین شرم نہ آئی اور اِس ماجرا
کو پوچھ رہی ہو آخر کار زنگی کو مجلس مین لاکر بٹھایا اوسوقت شاہزادے نے
حقیقت گل اور صنوبر کی ابتدا سے تا آخر اور سرگذشت اپنے پہنچنے کی اوس
ملک تک دلیرانہ کہنی شروع کی اور ہر ایک احوال پر اوس زنگی سے شہادت
لیتا رہا جبکہ شاہزادے نے قصہ گل اور صنوبر کا تمام کیا تب زنگی نے کہا
کہ ای شاہزادے جو کچھ کہ تو نے کہا نہایت درست اور سچ ہی اوسوقت بادشاہ
قیموس و حاضران مجلس شاہزادے کی دانائی پر تحسین و آفرین کرنے
لگے شاہزادہ بھی بادشاہ کی مہربانی اپنے حال پر پاکے بہت خوش ہوا
آخرش بادشاہ نے دولت بے شمار دیکر مہر انگیز کو شاہزادے کے تفویض کیا

تیرھوین داستان شاہزادے کا اپنے شہر مین مہر انگیز کو لیکر آنا
اور بیان کرنا تمام حقیقت کا اول سے تا آخر اپنے باپ سے
اور زنگی کے سزا دینے مین اور نکاح کرنا مہر انگیز سے اور خاتمہ کتاب

القصہ شاہزادہ چندے وہان رہکر عروسی اور دامادی کی رسومات
سے فارغ ہو شاہ قیموس سے رخصت لے اپنی ولایت کو روانہ ہوا اور
بفضل الہی مع جدبخش و جمیلہ خاتون و مہر انگیز اپنے شہر مین داخل ہوا جبکہ
یہہ مژدہ شمشاد لعل پوش اوسکے پدر بزرگوار کو پہنچا شام غم اوسکی صبح نشاط
سے مبدل ہوئی اور جنہون نے اوسکے درد فراق سے رو رو کر چشمونکو چشمہ
کیا تھا اور اونکے بدن مین مرض ہجران سے فقط سانس کا کھٹکا باقی
رہ گیا تھا یکبارگی اوس خوشخبری کے سنتے ہی انھون نے زندگی دوبارہ پائی

سارے شہر مین خوشی کی منادی پھر گئی اور گھر گھر مبارک سلامت ہونے
لگی بادشاہ نے اتنا صدقہ وخیرات دیا کہ کنگال نہال ہوگئے درویش
توانگر بن گئے شاہزادہ بادشاہ کی ملازمت مین حاضر ہوا بادشاہ باعث
پیری اور شاہزادیکے غم فراق سے ازبسکہ ضعیف وناتوان تھے تاہم جوش
الفت سے ڈگمگاتے ہوئے دوڑکر شاہزادیکو چھاتی سے لگاکر مُنہہ ہاتھ
چومتے رہے اور گلے مل کر ڈاڑھہ مار کر بہت سا روئے شاہزادہ بھی قدمبوسی
کر دست بستہ ہو بہت سی تسلی دیتا رہا اور کسیطرح بادشاہ کو گریہ وزاری
سے باز رکھا چونکہ بسبب رونیکے نہایت ضعف بصارت حاصل ہوا
تھا پس شاہزادینے وہ سرمۂ سلیمانی کہ سیمرغ کے پاس سے لے آیا تھا
بادشاہ کی آنکھون مین لگا دیا اور فی الفور آنکھین چنگی ہوگئین بینائی حاصل
ہوئی سچ تو یہہ ہی کہ شاہزادہ ہی فی الحقیقت چشم وچراغ خاندان تھا
اوسکا دیدار سرمۂ سلیمانی سے بھی افضل تھا اِس باعث نور نگاہ کا دم
بڑھنا کچھہ تعجب نہ تھا غرض شاہزادینے تمام حقیقت شہر واقاف مین جانے
کی وسیلے سے سیمرغ کے اور اختیار کرنا دختر زنگی کا اور محبت جمیلہ خاتونکی
اور شرمندہ کرنا مہر انگیز کے باپکو اور مخلصی پانی لطیفہ بانو کے سحر سے مفصل بیان
کی بادشاہ اوسکی ہمت اور جوانمردی پر تحسین وآفرین کرکے دعائین دینے لگے
شاہزادینے مہر انگیز کا ہاتھہ پاٰنون باندھکر حضور مین بادشاہ کے لا حاضر لیا
اور عرض کی کہ اِسی نمکحرام نے حضور کے فرزندونکو ہلاک کیا ہی اور بندہ اسکو
بہت محنت ومشقت سے حضور مین لایا ہی اب جو کچھہ مرضی مبارک ہو
حکم فرمائے بادشاہ نے دل مین مصلحت کی کہ شاہزادہ عشق اور محبت
مین اسکی گرفتار ہی کہ جس لئے اتنی محنت اور مشقت کھینچ کر اسکو

یہانتک لایا اب ہم اگر نوع دیگر حکم دے بیٹھین خدانخواستہ خاطر شاہزادے
کی آزردہ ہوجاوے * آزردہ نکر دل تو مرے یار کسیکا * وقت ایک سا رہتا ہے نہین
ہر بار کسیکا * یہہ مصلحت سوچکر شاہزادیسے فرمایا کہ ای شاہزادے یہہ مال تیرا
ہی اسپر تیرا اختیار ہی جو چاہے سو کر اوسوقت شاہزادینے چار گھوڑے شوخ و مضبوط
اصطبل سے منگوائے اور اُنہونکے پاؤنکے نیچے زنگی کو چوپہا کرکے بندھوایا اور کوڑے
لگوانے شروع کئے یہانتک کہ صدمے سے ضرب تازیانہ کے پیٹ اوسکا پرزے پرزے
اور گھوڑونکی ٹاپونسے ہاتھ پانون اُسکے ریزہ ریزہ ہوگئے مہرانگیز اِس حالتکو دیکھہ
سہم کر گریہ وزاری کرنے لگی کہ مجھے بھی اسی وتیرے سے شاہزادہ سزا کو پہنچاوے
تب اُڈر کر یہہ تمہید بنا کر بولی کہ ای شاہزادے جو شخص بہت محنت و مشقت سے
ایک جواہر قیمتی کو پاوے چاہئے کہ اُسکو بحفاظت تمام رکھے اور اُسکی عزت کرے اور
یہہ تقصیرین جو مجھسے ہوئین اسکو محض ارادت ایزدی سمجھا چاہئے اور جو بھائی
آپکے یا غیر میرے ہاتھون زندگی سے دست بردار ہوئے اُنہونکی تقدیرمین منشی قدرت
نے ویسا ہی لکھا تھا اور میری قسمت تیرے ساتھہ بدی تھی گر ایسا سبب نہوتا
تو تو اس مکان پر کیونکر پہنچتا اور کسیکی کیا طاقت تھی جو اوس ماجراکو دریافت کر زنگی
کو زنگی کو تخت کے نیچے سے نکال لاتا اور میرا ہاتھہ پکڑ لیتا آجتک میرے نہال
نوخیز کے ثمر پر کسیکا دست آرزو نہین پہنچا اور سیب غبغب و پستہ لب کی حلاوت
کا مزا کسی نے نہ چکھا اِسباتکی تحقیق جسطرح سے تیراجی چاہے کرلے غرض کسی
نوع سے مجھپر اثبات اُسبات کا نہین ہی جو تیرے گمان مین ہی شاہزادہ
اس رمز کو سمجھا اور مہرانگیز کا خائف ہونا بھی معلوم کیا مگر اُسکی تقریر عجیب
اور خوش گفتاری و سلیقہ شعاری سے بہت خوش ہوا ایکدن اچھی سی
ساعت دیکھکر اُسکے ساتھہ عقد نکاح باندھکر باقی عمر عیش و کامرانی مین

خاتمہ ـ یہہ تھا قصہ گل وصنوبر کا سُننے والون پر واضح ہو کہ غرض اس
داستان کے بیان سے یہہ ہی کہ دنیا مین رنج و راحت شادی و غم دونون توام
پیدا ہوئے ہین جبتک انسان رنج نہین اُٹھاتا گنج نہین پاتا گنج مین مار ہی اور
گل مین خار عجائبات روزگار دیدنی و شنیدنی ہین ہر چند کہ قصے کا سُننا ابتہاج
تفنن خاطر ہی مگر اکثر مقام ایسے ہین کہ اوس سے انسانکو عبرت ہوتی ہی اور
بعض محل مین غیرت پس جاننا چاہئے کہ قصے کا پڑھنا نہ فقط دل لگی کے
واسطے ہی بلکہ جو ہوشمند ہین اوسکے مطلبون سے فرزانگی حاصل کرتے ہین
اب بندہ امیدوار ہی کہ اسکے پڑھنے والے سیر کیوقت اس گنہگار کو بدعائے
خیر یاد کرین اور جہان محاورے مین خطا پاوین وہان اصلاح کو دریغ نفرماوین
کہ طینت انسانکی سہو و خطا سے مخمر ہی مع ـ کہ انسان ہون کچھ فرشتہ نہین

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنۃ کہ این قصہ دلاویز بتاریخ
ہفدہم شہر صفر المظفر سنہ ١٣٦١ ہجریہ
باہتمام کمترین بندگان عالی
عبد اللہ خان در مطبع
نبوی حلیہ طبع
پوشید